عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY **KHATM-E-NUBUWWAT** KARACHI PAKISTAN

جلد ۴۳ | ۱۶ تا ۲۴ محرم الحرام ۱۴۴۶ھ مطابق ۲۳ تا ۳۱ جولائی ۲۰۲۴ء | شمارہ ۲۸

میں نے اب آپ کو پالیا

قادیانیوں کو قانون کا پابند بنایا جائے

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

والدین کی موجودگی میں اولاد کا مطالبہ

س:....میرے نام ۶۴ گز کا ایک سنگل اسٹوری مکان ہے، جس میں میں اور میرا شوہر رہائش پذیر ہیں۔ میرے دو بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں، چاروں الحمدللہ! شادی شدہ ہیں۔ میرے چھوٹے بیٹے کا سال ۲۰۱۹ء میں بیماری کے سبب انتقال ہوگیا۔ اس بیٹے (مرحوم) سے میری دو پوتیاں ہیں۔ میری بہو انہیں لے کر اپنے میکے چلی گئی ہے اور دوسری شادی کرلی ہے۔ ۲۰۲۳ء میں میرے بڑے بیٹے کا بھی رضائے الٰہی سے انتقال ہوگیا ہے۔ جس سے میرے چار پوتے ہیں۔ میری یہ بہو بھی لڑائی کر کے اپنے میکے چلی گئی ہے اور بچوں کو بھی ساتھ لے گئی ہے، اور اب بچوں کے حق یا حصے کا مطالبہ کر رہی ہے۔ آپ سے راہنمائی درکار ہے کہ میرے دونوں (مرحوم) بیٹوں کی اولادوں: میرے پوتوں اور پوتیوں کا میرے مکان میں کوئی حق یا حصہ شرعی یا قانونی طور پر بنتا ہے یا نہیں بنتا ہے۔ اگر بنتا ہے تو اس کا نصاب یا طریقہ کار واضح فرمادیں، بہت مہربانی ہوگی۔

ج:....واضح رہے والدین جب تک زندہ ہیں وہ اپنی ملکیت میں موجود ہر شے کے مالک ہیں اور خود مختار ہیں، ان کی زندگی میں کسی بھی شے میں اولاد کا کوئی حق نہیں ہوتا اور نہ ہی اولاد یا اولاد کی اولاد میں سے کوئی ان سے کسی قسم کا مطالبہ کرنے کا حق رکھتا ہے۔ جب کوئی حق ہی نہیں ہے تو مطالبہ کیسا؟ لہٰذا صورت مسؤلہ میں اگر مذکورہ آپ کے نام ہونے کے ساتھ ساتھ آپ کی ملکیت بھی ہے تو اس صورت میں آپ کی زندہ اولاد (بیٹیوں) کے لیے آپ سے اپنے حصے کا مطالبہ کرنا جائز نہیں۔ اسی طرح دونوں بہوؤں کا آپ کی زندگی میں اپنے بچوں کے لئے مکان میں سے حصہ کا مطالبہ کرنا جائز نہیں ہے۔ ہاں! آپ کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد اگر مذکورہ پوتے اور پوتیاں زندہ رہیں تو دیگر ورثا کی طرح ان کو بھی اپنا شرعی مقررہ حصہ ملے گا۔ اور اس کا طریقہ یہ ہوگا کہ آپ کے انتقال کے وقت اگر مذکورہ سارے ورثا زندہ رہیں تو اس صورت میں آپ کی کُل جائیداد میں ایک چوتھائی حصہ آپ کے شوہر کو ملے گا، دو تہائی میراث آپ کی دونوں بیٹیوں کو ملے گی، اور بقیہ آپ کے پوتوں اور پوتیوں کو ملے گا، اور وہ بھی ان میں دس حصوں میں تقسیم ہوگا، جس میں سے دو دو حصے ہر ایک پوتے کو جب کہ ایک ایک حصہ ہر ایک پوتی کو ملے گا۔

اس کی مزید آسان صورت یوں سمجھ لیں کہ آپ کے مکان کی قیمت ۱۲۰ حصوں پر تقسیم کی جائے گی، جس میں سے آپ کے شوہر کو ۳۰ حصے، آپ کی ہر زندہ بیٹی کو ۴۰، ۴۰ حصے، جب کہ آپ کے ہر زندہ پوتے کو ۲، ۲ حصے اور ہر پوتی کو ایک ایک حصہ ملے گا۔ اور اگر آپ اپنی زندگی میں مذکورہ مکان کی تقسیم مذکورہ تناسب سے کرنا چاہیں تو اس کی بھی شرعاً گنجائش ہے، تاہم اس طرح کرنا آپ پر لازم و ضروری نہیں۔

رخصتی کے بغیر طلاق و خلع کا حکم

س:....ایک نکاح ہوا، رخصتی نہیں ہوئی، اب لڑکی یا لڑکے کی خواہش نہ ہو تو کیا خلع لیا جائے گا یا نہیں، اس کا کیا حکم ہے؟

ج:....صورت مسؤلہ میں چونکہ نکاح ہو چکا ہے رخصتی نہیں، اس لئے اب اگر لڑکی یا لڑکا ساتھ رہنا نہیں چاہتے تو طلاق یا خلع لینا ضروری ہے۔ اگر لڑکا اپنی مرضی سے طلاق دیدے تو اس کے ذمہ نصف مہر ادا کرنا لازم ہے، اور اگر وہ طلاق نہیں دیتا تو لڑکی اُسے خلع کے لئے راضی کرے اور مہر معاف کر دے۔ اگر وہ اس پر راضی ہو جائے تو خلع کے ذریعہ طلاق ہو جائے گی، اور لڑکی آزاد ہو جائے گی چونکہ رخصتی نہیں ہوئی تھی، اس لئے لڑکی کے ذمہ عدت بھی نہیں ہوگی، طلاق یا خلع کے بعد ہی دوسری جگہ نکاح کر سکتے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

ہفت روزہ

ختمِ نبوۃ

مجلس

جلد:۴۳ ۱۶ تا ۲۲ محرم الحرام ۱۴۴۶ھ مطابق ۲۳ تا ۱۳۰ جولائی ۲۰۲۴ء شمارہ:۲۸

مجلس ادارت

صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، علامہ احمد میاں حمادی،

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

سرپرست

حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ

مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا اللہ وسایا

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفی

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

بنیاد

امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ

شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندرؒ

شہید ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ

شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

اس شمارے میں!

قادیانیوں کو قانون کا پابند بنایا جائے!	۵	محمد اعجاز مصطفی
میں نے اپنے آپ کو پالیا!	۸	مولانا سیّد ابوالحسن علی ندویؒ
معلم انسانیت، مربی خلائق ﷺ	۱۰	مولانا محمد اجمل قاسمی
حضرت سیّدنا عثمان ذوالنورینؓ (۴)	۱۶	تلخیص: مولانا محمد قاسم رفیع
غلاف کعبہ.... تاریخی پس منظر	۱۹	لطیف الرحمٰن لطف
مکران ڈویژن میں جماعتی سرگرمیاں	۲۲	مولانا عبدالغنی
دعوتی وتبلیغی اسفار	۲۵	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مبلغین ختم نبوت کا سہ ماہی اجلاس	۲۶	، ، ، ،

زرِ تعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر، یورپ، افریقا: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرقِ وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر

فی شمارہ: ۲۵ روپے، ششماہی: ۶۰۰ روپے، سالانہ: ۱۲۰۰ روپے

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)

ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰

Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان

فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶

Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:

35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سیّد شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

دورِ نبوت کے تاریخ وار حالات وواقعات

عہدِ نبوت کے ماہ وسال

تالیف: علامہ مخدوم محمد ہاشم سندھی ٹھٹھوی رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ

قسط:۸۶ فصل:... ۲ہجری کے واقعات

۱۰، ۱۱:... نمازِ عید کا حکم:... اسی سال نمازِ عید کا حکم ہوا، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عیدالفطر کے ایک یا دو دن پہلے ایک خطبہ ارشاد فرمایا، جس میں نمازِ عید اور صدقۂ فطر ادا کرنے کا حکم فرمایا۔

۱۲:... سب سے پہلی نمازِ عیدالفطر:... اسی سال یکم شوال کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نمازِ عید کے لئے نکلے، عصائے مبارک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے گاڑ دیا گیا، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو سترہ بنا کر لوگوں کو نمازِ عید پڑھائی، یہ مسلمانوں کی سب سے پہلی عید تھی، یہ عصائے مبارک (عنزۃ) دراصل نجاشی شاہِ حبشہ کا تھا، انہوں نے حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کو دیا تھا، اور حضرت زبیرؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدیہ کر دیا تھا۔ یہ عصا عیدین وغیرہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے گاڑ دیا جاتا تھا۔

۱۲ تا ۱۵:... عیدالاضحیٰ اور قربانی:... اسی سال ذی الحجہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عیدگاہ میں بقرعید ادا فرمائی، یہ مسلمانوں کی سب سے پہلی بقرعید تھی، اسی سال قربانی کا حکم ہوا، اور اسی سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازِ عید سے فارغ ہو کر چاشت کے وقت دو مینڈھوں کی قربانی کی، یہ دونوں سیاہ رنگ سینگوں والے اور خصی تھے، دونوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے ذبح کیا، ایک اپنی جانب سے اور ایک پوری اُمت کی طرف سے، اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال قربانی کیا کرتے تھے۔

۱۶:... مطعم بن عدی کی موت:... اسی سال کے اوائل میں غزوۂ بدر سے تقریباً سات ماہ پہلے مطعم بن عدی اپنے کفر پر مرا، یہ رُؤسائے قریش میں شمار ہوتا تھا اور یہ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کا والد تھا۔

۱۷:... ابورافع قبطی کا اسلام:... اسی سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام حضرت ابورافع القبطی اسلام لائے، وہ حضرت عباسؓ کے غلام تھے، پھر انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہبہ کر دیا تھا، حضرت ابورافع جنگِ بدر میں شریک تھے، اور ایک قول یہ ہے کہ وہ جنگِ بدر میں شریک نہیں ہوسکے کیونکہ اس وقت مکہ میں تھے، البتہ جنگِ اُحد اور اس کے بعد کے دیگر غزوات میں شریک ہوئے، ان کی زوجہ محترمہ حضرت سلمیٰ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحب زادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی ولادت کے وقت حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا کی دایہ تھیں، اور حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دایہ بھی یہی تھیں، ابورافع کے نام میں اختلاف ہے، بعض نے ''اسلم'' بتایا ہے، اور یہی راجح ہے، اور بعض نے ''ابراہیم'' اور بعض نے کچھ اور۔

۱۸:... اُمیہ بن ابی الصلت کی موت:... اسی سال عرب کے مشہور شاعر اُمیہ بن ابی الصلت کا انتقال ہوا، اس کے اَشعار مواعظ ونصائح سے بھرپور ہوتے تھے، چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کَادَ أُمَیَّةُ بْنُ أَبِی الصَّلْتِ أَنْ یُّسْلِمَ'' (قریب تھا کہ اُمیہ بن ابی الصلت مسلمان ہوجاتا)، یعنی وہ اسلام نہیں لایا۔ اور ایک اور حدیث میں فرمایا: ''اٰمَنَ شِعْرُہٗ وَ کَفَرَ قَلْبُہٗ'' (اس کے شعر مؤمنانہ تھے، مگر اس کا دِل کافر ہی رہا)۔ اس نے زمانہ جاہلیت ہی سے بت پرستی ترک کر دی تھی، بہت سی کتابوں کا مطالعہ کیا تھا اور دینِ نصاریٰ کے مطابق رَہبانیت اختیار کرلی تھی، لیکن جب اسلام کا زمانہ پایا تو دولتِ ایمان سے مشرف نہیں ہوسکا، بلکہ حسد وعداوت نے اسے اِعراض اور سرکشی کے مظاہرے پر آمادہ کیا، نعوذ باللہ من ذٰلک! (جاری ہے)

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

قادیانیوں کو آئین اور قانون کا پابند بنایا جائے!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للّٰہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

ایک تجزیہ کار، کہنہ مشق صحافی اور قادیانیوں کے غیر مسلم اقلیت قرار دیے جانے پر اپنے ڈائجسٹ اور رسالے کا خصوصی نمبر شائع کرنے والے جناب مجیب الرحمٰن شامی صاحب نے دنیا نیوز کے پروگرام ''نقطۂ نظر'' میں ۲۴؍جون ۲۰۲۴ء کو قادیانیوں کی فرضی مظلومیت کا پرچار کرتے ہوئے چند ایسی نامناسب باتیں کی ہیں، جو پاکستانی دستور اور قانون کے خلاف ہونے کے ساتھ ساتھ اخلاق، تہذیب، متانت اور سنجیدگی سے کوسوں دور تھیں۔ یہ باتیں سن کر یقین نہیں آتا کہ یہ سب باتیں کسی ایسے شخص کی ہیں جس کا ماضی قادیانیت کی آگاہی سے جڑا چلا آرہا ہے، بلکہ یوں لگا کہ یہ باتیں کسی ایسے عامی آدمی کی ہیں جو قادیانیت سے بہت زیادہ متاثر یا ان کے دامِ فریب کا اسیر ہے، آپ بھی یہ باتیں پڑھیں اور فیصلہ کریں کہ کیا کوئی مسلمان، اسلام کے بنیادی عقائد کو جاننے والا، پاکستانی آئین اور قانون سے واقف، مہذب آدمی یہ گفتگو کرسکتا ہے؟!

شامی صاحب نے کہا: ''ایک اقلیت تو ایسی ہے کہ ہم اس کا نام ہی نہیں لے سکتے جو اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں اور ہم انہیں قادیانی کہتے ہیں۔ اُن کی زندگی اجیرن کی ہوئی ہے۔ آپ کو قربانی نہیں کرنے دیں گے، آپ کو نماز نہیں پڑھنے دیں گے، آپ کے بکرے جو ہیں ہم اُٹھا کے لے جائیں گے، آپ نے ۵۰ ہزار کا خریدا ہے، ہم اسے ۲۵ ہزار کا واپس لے لیں گے۔ یہ کیا تماشا ہے؟ اور آپ کو عبادت گاہ نہیں بنانے دیں گے۔ او بھائی! آپ بیٹھیں۔ ہمارے حافظ نعیم الرحمٰن صاحب، حضرت مفتی فضل الرحمٰن صاحب اور منیب الرحمٰن صاحب اور تقی عثمانی صاحب! یہ بیٹھیں۔ خدا خوفی کریں۔ ان کی بھی حدود و قیود طے کردیں، اس طرح نہ کریں کہ یہ پاکستان کو ہندوستان بنادیں۔ ہندو یاتروں والے یہاں دندناتے پھریں اور آپ چین سے بیٹھے رہیں۔ ہر شخص جو پاکستان کا شہری ہے خواہ کسی مذہب سے تعلق رکھتا ہو، کسی نسل سے تعلق رکھتا ہو، کسی علاقے کا رہنے والا ہو، اس کی جان، اس کے مال، اس کی آبرو کی حفاظت حکومتِ پاکستان کی اور ریاستِ پاکستان کی اوّلین ذمہ داری ہے۔ یہ جو قادیانی حضرات ہیں ان کے ساتھ بھی بیٹھیں، ان کی باتیں سنیں، ان کو آپ نے دستوری طور پر ایک اقلیت قرار دیا ہے، اور غیر مسلم قرار دیا ہے، ان کی بات سنیں ان کے اپنے شہری حقوق ہیں، ان کا احترام کریں۔ تو اس لیے اب وقت آگیا ہے کہ ہم یہ خوف کی چادر جو ہے اس کو اُتار پھینکیں اور جو بات حقیقت ہے اس کو بیان کریں اور اس سے نہ ڈریں، نہ ہجوم سے ڈریں اور نہ بے لگام مذہبی رہنماؤں سے ڈریں۔''

اس بیان کے آنے کے بعد کئی علمائے کرام نے اس پر ردِّ عمل دیا اور ایک وفد نے باقاعدہ جاکر شامی صاحب سے ملاقات کرکے اپنے تحفظات کا اظہار کیا، اس پر شامی صاحب نے کچھ ملے جلے انداز اور مبہم الفاظ سے وضاحت کی، اس پر حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب دامت برکاتہم نے تفصیل

سے مضمون لکھا اور وہ مضمون انھوں نے شامی صاحب کو بھجوایا، جس کے بعد شامی صاحب نے درج ذیل وضاحت اور بیان دیا ہے:

’’قادیانیوں کے بارہ میں اپنی پچھلی گفتگو میں ہم نے کہا تھا کہ ان کے حقوق متعین ہونے چاہئیں تو کئی علمائے کرام نے مجھ سے رابطہ کیا، جب میں نے انہیں وضاحت دی تو سب نے اطمینان کا اظہار کیا۔ جناب مولانا اللہ وسایا صاحب نے ایک مضمون لکھ کر بھیجا ہے، تاکہ میں اس سے استفادہ کر سکوں۔ علمائے کرام کا کہنا ہے کہ قادیانی پہلے خود کو غیر مسلم مانیں، ۱۹۸۴ء کے امتناعِ قادیانیت آرڈی نینس، جو بہت مضبوط قانون ہے، کے مطابق اپنے معاملات چلائیں، شعائرِ اسلام استعمال نہ کریں، مسلمانوں کے ساتھ خود کو شامل نہ کریں، ہندو، سکھ، عیسائی، وغیرہ غیر مسلموں کی طرح اپنا الگ تشخص قائم کریں تو ہمارا اُن سے کوئی جھگڑا نہیں ہے، لیکن اگر یہ اسلام کا لبادہ اوڑھ کر آئیں گے تو بدامنی ہوگی۔ یہی موقف قانون دان حضرات نے بھی واضح کیا، تو میں ان علمائے کرام، اُمتِ مسلمہ کے عوام اور جمہور کے ساتھ ہوں اور میرا بھی یہی موقف ہے۔‘‘

شامی صاحب نے اگرچہ اپنے پہلے والے موقف سے رجوع کیا ہے اور اپنے کو علماء کے ساتھ کھڑا ہونے کا کہا ہے، لیکن ہم اتنا عرض کریں گے کہ شامی صاحب! آپ کی مذکورہ بالا پہلی گفتگو بہت ہی اشتعال انگیز، توہین آمیز اور عامیانہ طرزِ تخاطب لیے ہوئے تھی، جس کے تدارک کے لیے آپ کی یہ وضاحت ناکافی محسوس ہوتی ہے، خصوصاً اتنے نامور علمائے کرام کو تضحیک آمیز الفاظ اور انداز سے مخاطب بنانا، ان کو خدا خوفی کا درس دینا، اور یہ کہنا کہ: ’’ایک اقلیت جس کا نام نہیں لے سکتے۔‘‘ ’’ان کی زندگی اجیرن کی ہوئی ہے۔‘‘ ’’۵۰ ہزار کا بکرا ۲۵ ہزار میں ان سے لے جانا۔‘‘ ’’اب وقت آگیا ہے کہ ہم خوف کی چادر اُتار پھینکیں۔‘‘ ’’جو بات حقیقت ہے اس کو بیان کریں اور اس سے نہ ڈریں، نہ ہجوم سے ڈریں، اور نہ بے لگام مذہبی راہنماؤں سے ڈریں۔‘‘ آپ خود ہی غور فرمائیں کہ کیا آپ کی اس وضاحت سے ان تمام باتوں کا اِزالہ اور تلافی ہوگئی ہے؟

اس کے ساتھ ساتھ محسوس یوں ہوتا ہے کہ محترم موصوف اتنا غصہ میں ہیں کہ انہیں پتا ہی نہیں چلا کہ جو بات میں خود کہہ رہا ہوں، اسی کی تردید بھی کر رہا ہوں۔ پہلے کہا کہ ہم ان کا نام نہیں لے سکتے، حالانکہ نیشنل ٹی وی پر خود ان کا نام بھی لے رہے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ اگر نام نہیں لے سکتے تو آپ نے کیسے لیا؟ اور جب آپ نے خود نام لے لیا تو آپ کی اپنی بات کی تردید ہوگئی اور اس طرزِ بیان سے یہ بدگمانی جنم لیتی ہے کہ یہ جملہ قادیانیوں ہی کا دیا ہوا ہے، جسے میڈیا میں دہرایا گیا ہے۔ شامی صاحب بھی خوب جانتے ہیں کہ قادیانی اپنے کو مسلمان اور مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں، حالانکہ دنیا کے تمام مذاہب والے مسلمانوں کو مسلمان ہی کہتے ہیں، یہ صرف قادیانی ہی ہیں جو حضور اکرم ﷺ کے ماننے والے مسلمانوں کو کافر اور مرزا قادیانی کے ماننے والے کافروں کو مسلمان کہتے ہیں۔ اسی طرح یہ جملہ: ’’ان کی زندگی اجیرن کی ہوئی ہے۔‘‘ بھی قادیانیوں نے اپنی جھوٹی مظلومیت کا پرچار کرنے کے لیے گھڑا ہوا ہے، جس کو نیشنل میڈیا پر دہرایا جا رہا ہے، جب کہ حالات، واقعات اور مشاہدات اس کی نفی کر رہے ہیں، بلکہ اب تک کا تجربہ شاہد ہے کہ اس قسم کے بیانات و تاثرات صرف بیرونِ ملک سے تعاون اور مراعات لینے کا ایک بہانہ اور پاکستان کو بدنام کرنے کا ذریعہ ہوتے ہیں، اس کے علاوہ کچھ نہیں۔

آپ کا یہ کہنا کہ ’’قربانی نہیں کرنے دیں گے، نماز نہیں پڑھنے دیں گے۔‘‘ محترم! آپ بھی جانتے ہیں کہ قربانی، نماز، مسجد؛ یہ سب شعائر اللہ میں آتے ہیں، اور اس کا استعمال قادیانیوں کے لیے ممنوع ہے، جسے آپ نے بھی اپنے وضاحتی بیان میں کہہ دیا ہے۔ سپریم کورٹ کے بقول:

’’قادیانیت نام ہی دھوکے کا ہے۔‘‘

کلمہ، نماز، روزہ، حج، قربانی، قرآن، حدیث، اہلِ بیت اطہار، صحابہ کرام، ازواجِ مطہرات، اُم المومنین؛ ہر ایک عنوان سے قادیانی جب دھوکا دیتے ہیں تو مسلمانوں کی ان دھوکا بازوں کی دھوکا بازی پر چیخ و پکار اور دہائی دینا اور حکومت و انتظامیہ کو کہنا کہ ان کو قانون کا پابند بنائیں اور سادہ لوح

مسلمانوں کو ان کے دھوکے سے بچائیں، تو اس پر کہنا کہ: ’’مسلمانوں نے ان کی زندگی اجیرن کی ہوئی ہے۔‘‘ کتنا بڑا ظلم اور ناانصافی ہے! بلکہ ہر عقلمند اور باشعور انسان اُلٹا یہ کہے گا کہ قادیانیوں نے ہی مسلمانوں کی زندگی اجیرن کی ہوئی ہے۔ باقی یہ کہنا کہ ’’بکرے اُٹھا کر لے جائیں گے۔‘‘ یہ محض قادیانیوں کا غلط پروپیگنڈہ، سازش اور شرارت ہے یا جناب شامی صاحب کی سخن سازی ہے۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں۔

یہ کہنا کہ: ’’آپ کو عبادت گاہیں نہیں بنانے دیں گے۔‘‘ جواباً عرض ہے کہ محترم! مسلمانوں کی مساجد اور اُن کی ہیئت وطرز پر قادیانیوں کو اپنی عبادت گاہیں بنانے کی یہ پابندی قانون نے لگائی ہے، آئین نے لگائی ہے، تو آپ یہ الزام علماء اور مسلمانوں پر نہ لگائیں۔ پاکستان کے آئین اور قانون میں جس طرح تمام اقلیتوں کو اپنی عبادت گاہیں بنانے کی اجازت ہے، اسی طرح قادیانیوں کو بھی اجازت ہے، لیکن اگر قادیانی اپنے کفر کو اسلام اور اسلام کو کفر کہیں، اپنی عبادت گاہ کو مسجد کی ہیئت وطرز پر بنائیں اور اس کو مسجد کا نام دیں تو انھیں ایسا نہیں کرنے دیا جائے گا، کیونکہ یہ اسلامی شعائر، پاکستان کے قانون اور سپریم کورٹ کے فیصلوں کے منافی ہے۔

یہ کہنا کہ: ’’ان کی حدود وقیود طے کریں۔‘‘ جواب یہ ہے کہ قادیانیوں کی حدود وقیود تو پاکستان کی قومی اسمبلی نے متفقہ طور پر طے کر دی ہیں۔ ان حدود وقیود کا قادیانیوں کو پابند رکھنے کے لیے ہی امتناعِ قادیانیت آرڈی نینس ۲۶ / اپریل ۱۹۸۴ء جاری کیا گیا، جس کی رو سے قادیانی تمام شعائرِ اسلام استعمال نہیں کر سکتے۔ قانون نے ایک بار جب یہ بات طے کر دی ہے کہ وہ غیر مسلم ہیں اور اسلامی شعائر استعمال نہیں کر سکتے تو اب قادیانی خود کو ان حدود وقیود کا پابند بنائیں، آئین وقانون کو تسلیم کریں۔ مسلمانوں اور قادیانیوں کا موقف سن کر ہی عدالتوں نے فیصلہ دیا ہے۔ ان پر عمل کرنا ایک وفادار اور محبِّ وطن شہری کا فرض ہے۔ قادیانی آج ہی اپنے کو غیر مسلم اقلیت رجسٹرڈ کرائیں اور دوسری اقلیتوں کی طرح اپنے حقوق حاصل کریں تو ان سے کوئی جھگڑا نہیں۔

اصل بات یہ ہے کہ ایک فضا بنانے کی کوشش کی جا رہی ہے کہ قادیانیوں کو کسی نہ کسی طرح کوئی ریلیف دلایا جائے، بلکہ ان کا جو غیر مسلم والا اسٹیٹس ہے، اس کو یا تو بالکلیہ ختم کیا جائے یا اس طرح کر دیا جائے کہ اس کے ہونے کے باوجود نہ ہونے کے برابر ہو جائے، جیسا کہ آج سے مہینوں پہلے ایک آواز لگائی گئی کہ قادیانیت کے بارہ میں قانون میں ابہام ہے۔ قادیانیوں کے متعلق سپریم کورٹ جانا چاہیے۔ سپریم کورٹ سے ایک کیس کا متنازع فیصلہ آنا، اس کی نظرثانی کی سماعت کا مکمل ہو جانا اور فیصلے میں تاخیر کا ہونا، ایم کیو ایم کے ایک سینیٹر جناب سبزواری صاحب کا سینیٹ میں قادیانی موقف کی ترجمانی کرنا، سندھ حکومت کا قادیانیوں کے متعلق آئی جی کو حکم کرنا، امریکا کا قادیانیوں کی حمایت میں بولنا، وفاقی وزارتِ داخلہ کا مبینہ طور پر عقیدۂ ختمِ نبوت کی خدمات سرانجام دینے والوں کی فہرستیں تیار کرانے کا حکم جاری کرنا، غامدی ذریت کا قادیانی حمایت میں ہلکان ہونا، اور جناب شامی صاحب کا دنیا نیوز چینل پر قادیانی موقف کی وکالت کرنا اور کونوں کھدروں سے قادیانیوں کی بے جا حمایت اور فرضی مظلومیت کی جعلی کہانیوں کی بھرمار، یہ سب کچھ بلاوجہ نہیں!

جناب مجیب الرحمٰن شامی صاحب ہوں یا کوئی بھی باشعور یا بے شعور مسلمان، اسے قادیانیت کی حمایت وہمدردی سے زیادہ اپنی آخرت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے فکرمند ہونا چاہیے۔ اسی طرح ہم قادیانیوں سے بھی کہیں گے کہ وہ پاکستانی آئین اور قانون کا اپنے آپ کو پابند بنائیں، اپنے آپ کو اقلیت تسلیم کریں، خود بھی قانون شکنی سے بچیں اور پاکستان کو بھی خوشحالی کے راستے پر چلنے دیں۔ اِس میں سب کا بھلا ہے۔

وصلی اللّٰہ تعالٰی علٰی خیر خلقہٖ سیدنا محمد وعلٰی آلہٖ وصحبہٖ أجمعین

میں نے اپنے آپ کو پالیا

حضرت مولانا سیّد ابوالحسن علی ندویؒ

حضرت احنف بن قیسؒ ایک بڑے عرب سردار تھے۔ مشہور تھا کہ: اگر احنف کو غصّہ آتا ہے تو ایک لاکھ تلواروں کو غصّہ آجاتا ہے۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت تو انھوں نے نہیں کی، مگر آپؐ کی زیارت کرنے والوں کی زیارت کی اور ان کے ساتھ رہے۔ خاص طور پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بڑے معتقد اور مخلص تھے۔

ایک دن کسی قاری نے یہ آیت تلاوت کی:

”لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ كِتٰبًا فِيْهِ ذِكْرُكُمْ ط اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ o“ (الانبیا:۱۰)

ترجمہ: ”ہم نے تمہاری طرف ایک کتاب نازل کی ہے جس میں تمہارا ہی تذکرہ موجود ہے۔ تم غور وفکر سے کام نہیں لیتے؟“

عربی اُن کی زبان تھی، یہ سن کر چونک پڑے۔ گویا نئی بات سنی! کہنے لگے: ”ہمارا تذکرہ؟ ذرا قرآن تو لاؤ، دیکھوں میرا کیا تذکرہ؟ ہے اور میں کن لوگوں کے ساتھ ہوں؟“ قرآن مجید دیکھا تو لوگوں کی صورتیں ان کے سامنے سے گزرنے لگیں۔

ایک گروہ آیا جس کی تعریف ان الفاظ میں کی گئی ہے:

”كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ o وَبِالْاَسْحَارِهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ o وَفِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّائِلِ وَالْمَحْرُوْمِ o

(الذاریات:۱۷-۱۹)

ترجمہ: ”وہ لوگ رات کو بہت کم سوتے تھے اور آخر شب میں استغفار کیا کرتے تھے اور ان کے مال میں سائل اور محروم کا حق تھا۔“

پھر کچھ ایسے لوگ آئے جن کا حال یہ تھا کہ:

”تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا o وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ o

(السجدہ:۱۶)

ترجمہ: ”ان کے پہلو خواب گاہوں سے علیحدہ ہوتے ہیں۔ وہ لوگ اپنے رب کو اُمید سے اور خوف سے پکارتے ہیں اور ہماری دی ہوئی چیزوں میں سے خرچ کرتے ہیں۔“

پھر کچھ ایسے کہ: يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا o (الفرقان:۶۴)

ترجمہ: ”راتوں کو اپنے رب کے آگے سجدے اور قیام میں لگے رہتے ہیں۔“

پھر ایک قافلہ گزرا جس کی شان یہ تھی کہ:

يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ o وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ o (آل عمران:۱۳۴)

ترجمہ: ”خرچ کرتے ہیں فراغت میں اور تنگی میں اور غصے کو ضبط کرنے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے اور اللہ ایسے نیکوکاروں کو محبوب رکھتا ہے۔“

ابھی نظر بھر کر ان کو دیکھ نہیں سکے تھے کہ کچھ ایسے جوان مرد سامنے آگئے جن کا عالم یہ تھا:

وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ o وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ o (الحشر:۹)

ترجمہ: ”دوسروں کو اپنے اُوپر ترجیح دیتے ہیں۔ اگرچہ ان کو تنگی و فاقہ ہو اور (واقعی) جو اپنی طبیعت کے بخل سے محفوظ رکھا جائے وہ بڑا کامیاب ہے۔“

ابھی ہٹے ہی تھے کہ ایک دوسرا نمونہ سامنے آیا: كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَاِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ o وَالَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ o وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ o وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ o (الشوریٰ:۳۷-۳۸)

ترجمہ: ”جو بڑے بڑے گناہوں سے اور بے حیائی کی باتوں سے بچتے ہیں اور جب ان کو غصّہ آتا ہے تو معاف کر دیتے ہیں اور جن لوگوں نے اپنے رب کا حکم مانا اور وہ نماز کے پابند ہیں اور ان کا کام آپس کے مشورے سے ہوتا ہے اور ہم نے جو کچھ دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔“

حضرت احنفؒ اپنے کو پہچانتے تھے۔ کہنے لگے: ”خدایا! میں تو ان میں کہیں نظر نہیں آتا“۔

اب انھوں نے دوسرا راستہ اختیار کیا۔ اس میں ان کو اور طرح طرح کے آدمی نظر آنے لگے۔

ایک بھیڑ ملی، جس کا حال یہ تھا: اِذَا قِيْلَ

لَهُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَسْتَكْبِرُوْنَ وَيَقُوْلُوْنَ اَئِنَّا لَتَارِكُوْٓا اٰلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُوْنٍ○

(الصّٰفّٰت:۳۶)

ترجمہ:”جب ان سے کہا جاتا کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں تو تکبر کیا کرتے اور کہتے کہ کیا ہم اپنے معبودوں کو ایک شاعرِ دیوانہ کی وجہ سے چھوڑ دیں گے؟“

اور آگے بڑھے تو کچھ ایسے لوگ ملے کہ:

وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ ۚ وَاِذَا ذُكِرَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ○(الزمر:۴۵)

ترجمہ:”جب اکیلے اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو آخرت پر ایمان نہ رکھنے والوں کے دل کڑھنے لگتے ہیں، اور جب اس کے سوا دوسروں کا ذکر ہوتا ہے تو یکا یک وہ خوشی سے کِھل اُٹھتے ہیں۔“

کچھ ایسے بدقسمت بھی کہ جب ان سے کہا گیا: مَا سَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ○ (المدثر:۴۲)”تم کو دوزخ میں کس بات نے داخل کیا؟“ تو وہ جواب دیں گے:

”قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ○ وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ○ وَكُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَآئِضِيْنَ○ وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّيْنِ حَتّٰىٓ اَتٰىنَا الْيَقِيْنُ○(المدثر:۴۳۔۴۴)

ترجمہ:”ہم نہ تو نماز پڑھا کرتے تھے اور نہ غریب کو کھانا کھلایا کرتے تھے اور ہم باتیں بنانے والوں کے ساتھ خود بھی مشغول ہو جاتے تھے اور ہم آخرت کا انکار کرتے تھے، یہاں تک کہ ہم کو موت آگئی۔“

حضرت احنفؒ یہ صورتیں دیکھ کر گھبرا گئے۔ کہنے لگے کہ: خدایا! ایسے لوگوں سے تیری پناہ! میں ان سے بے زار ہوں، اور مجھے ان سے کوئی تعلق نہیں۔

وہ اپنے متعلق نہ تو دھوکے میں تھے اور نہ ایسے بدگمان کہ اپنے کو مشرکوں اور باغیوں میں سمجھ لیں۔ وہ جانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ایمان کی دولت دی ہے اور ان کا مقام بہت بلند نہ سہی مگر ان کی جگہ مسلمانوں ہی میں ہے۔ ان کو ایسی صورت کی تلاش تھی جس کو وہ اپنی کہہ سکیں۔ ان کو اپنے ایمان کا یقین بھی تھا اور اپنی کوتاہیوں اور کمزوریوں کا علم بھی۔ اور اللہ کی رحمت اور مغفرت پر بھروسا بھی۔ نہ ان کو اعمال پر غرہ تھا نہ خدا کی رحمت سے مایوسی۔ ان کو اس ملی جلی صورت کی تلاش تھی اور اس کا یقین تھا کہ وہ صورت اس جامع و مکمل، اس زندہ و تازہ کتاب میں ضرور ملے گی۔ انھوں نے سوچا: کیا ایسے خدا کے بندے نہیں ہیں جو ایمان کی دولت بھی رکھتے ہیں، اپنے گناہوں اور تقصیروں پر شرمندہ بھی ہیں؟ کیا خدا کی رحمت ان کو محروم رکھے گی؟ کیا اس کتاب میں جو سارے انسانوں کے لیے ہے، ان کی صورت اور ان کا تذکرہ نہیں ملے گا؟ ایسا نہیں ہو سکتا۔

احنفؒ کو بالآخر اپنی تلاش میں کامیابی ہوئی اور اللہ کی اس پاک کتاب میں اپنے کو ڈھونڈ نکالا:

”وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَيِّئًا ۭ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ○

(التوبۃ:۱۰۲)

ترجمہ:”اور کچھ اور لوگ ہیں جن کو اپنی خطاؤں کا اقرار ہے۔ انہوں نے ملے جلے عمل کیے تھے، کچھ بھلے کچھ بُرے۔ اللہ سے اُمید ہے کہ ان کے حال پر رحمت کے ساتھ توجہ فرمائے۔ بلاشبہ! اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت والا بڑی رحمت والا ہے۔“

انہوں نے کہا: بس بس! میں مل گیا۔ میں نے اپنے کو پالیا۔ مجھے اپنے گناہوں کا اعتراف ہے۔ مجھے خدا کی توفیق سے جو کچھ نیک اعمال ہوئے ان کا انکار نہیں۔ ان کی ناقدری نہیں، ناشکری نہیں۔ مجھے خدا کی رحمت سے نا اُمیدی نہیں: ”وَمَنْ يَّقْنَطُ مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهٖٓ اِلَّا الضَّاۗلُّوْنَ“(الحجر:۵۶)

ترجمہ:”اللہ کی رحمت سے وہی مایوس ہو سکتے ہیں جو گمراہ ہیں۔“

ان سب سے مل جل کر جو صورت تیار ہوئی وہ میری صورت ہے۔ اس آیت میں میرا اور میرے جیسوں کا حال بیان کیا گیا ہے اور ان کا نقشہ کھینچا گیا ہے.... قربان اپنے رب کے جس نے اپنے گناہ گار بندوں کو فراموش نہیں فرمایا۔

حضرت احنفؒ کی تلاش کا یہ قصہ ختم ہوگیا۔ وہ اپنے پیدا کرنے والے کے پاس پہنچ گئے، مگر یہ کتاب موجود ہے اور قیامت تک رہے گی۔ قومیں اگر اپنے کو اس میں تلاش کریں گی تو پالیں گی۔ جماعتیں اور مختلف طبقے اگر اپنے کو اس آئینے میں دیکھنا چاہیں تو دیکھ لیں گے۔ افراد، ہم اور آپ.... اگر اپنے کو تلاش کرنے نکلیں گے تو ان شاء اللہ! ناکام واپس نہیں ہوں گے۔ حضرت احنفؒ نے ہم کو سچی تلاش کا ایک نمونہ دکھلایا اور قرآن پڑھنے اور اس پر غور کرنے کا صحیح طریقہ سکھا گئے۔ ہمیں اس نمونے اور تعلیم سے فائدہ اُٹھا کر قرآنِ مجید کا مطالعہ شروع کرنا چاہیے۔

☆☆ .... ☆☆

معلم انسانیت، مربیٔ خلائق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مولانا محمد اجمل قاسمی، شاہی مراد آباد یوپی انڈیا

تعلیم کے معنی ہیں اپنی معلومات دوسروں تک پہنچانا، اور تربیت کا مطلب ہے کہ کسی کی درست رہنمائی اور نگرانی کے ذریعہ بتدریج ان مقاصد کے لیے تیار کرنا جو ان کی تخلیق سے وابستہ ہیں۔ دنیا کو انسانوں سے آباد کرنے والے مالک نے جہاں اس دنیا میں انسانی گزربسر کے وسائل فراہم کیے، وہیں ان کی زندگی کو بامقصد بنانے کے لیے روزِ اول سے تعلیم وتربیت کا بھی انتظام کیا؛ چنانچہ پہلا انسان حضرت آدم علیہ السلام کی شکل میں جو اس دنیا میں آیا اس کا سب سے اہم امتیاز یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے براہ راست اپنی تعلیم کے ذریعہ اپنے دین کا بھی علم عطا کیا، اور دنیا میں انسان کی بود وباش کے لیے جو تمام ضروری چیز ہیں ان کا بھی علم دیا، اللہ تعالیٰ کی تعلیم کے نتیجہ میں آدم علیہ السلام صفت علم میں فرشتوں سے بھی فائق اور ممتاز ہوگئے، قرآن کریم نے فرشتوں کے مقابلے میں حضرت آدم علیہ السلام کے اس امتیاز کو دلچسپ انداز میں بیان کیا ہے۔

(البقرۃ ۳۱-۳۷)

اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو یہ بھی علم عطا فرمایا کہ دنیا کی چیزوں کی خاصیتیں کیا کیا ہیں، کون سی مفید ہے کون سی مضر اور ان انسانی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے ان کو کیسے استعمال کیا جائے گا، نیز ان چیزوں کے استعمال کرنے کے شرعی آداب واحکام بھی بتائے کہ کس چیز کا استعمال حلال اور اللہ تعالیٰ کے قرب کا ذریعہ ہے اور کس چیز کا استعمال حرام اور اللہ کے غصے کا سبب ہے، آدم علیہ السلام نے اپنی امت کو جو کُل ان کی اولاد اور پوتوں پوتیوں پر مشتمل تھی دونوں طرح کے علوم سکھائے، اور ان کے مطابق تربیت دی۔

رفتہ رفتہ انسان کی عقل نے ترقی کی، اس کا تجربہ بڑھا اور انسان کی دنیاوی ضرورتیں: کھانا، کپڑا، دوا، علاج وغیرہ میں عقل وتجربہ کی رہنمائی کافی ہوگئی؛ البتہ انسان کی تخلیق کا مقصد کیا ہے؟ اور کس طرح کے عقیدے، نظریئے اور آداب و احکام کی پیروی سے وہ مقصد حاصل ہوگا، اس بارے میں تنہا انسانی عقل اور اس کے تجربات رہنمائی کے لیے ناکافی تھے؛ چنانچہ اللہ رب العزت نے اس اہم ترین باب میں انسان کی رہنمائی کا کام انبیاء کرام علیہم السلام کے ذریعہ لیا، ان کے پاس وحی بھیجی، ان پر کتاب وشریعت نازل فرمائی، اور انھیں بھولے بھٹکے انسانوں کی تعلیم اور تربیت پر مامور کیا۔

تمام انبیاء علیہم السلام اپنے اپنے دور کے سب عظیم معلم اور مربی رہے ہیں، انہیں اللہ تعالیٰ نے ایسے عمدہ اور صحیح علوم سے نوازا تھا جن میں غلطی کا کوئی امکان نہیں تھا اور قوموں کی تعلیم و تربیت کے لیے اپنی خاص نگرانی اور سرپرستی میں انھیں تیار کیا تھا؛ اس لیے تعلیم وتربیت کے باب میں ان کا ہر فرد منفرد اور بے مثال تھا۔

اور جب دنیا طفولیت وشباب کے مراحل طے کرکے اپنی کہولت کے مرحلہ میں داخل ہوئی، جو کسی چیز کے استحکام اعتدال اور ٹھہراؤ کا مرحلہ ہوتا ہے، تو اللہ تعالیٰ نے صف انبیاء کے قافلہ سالار معلم اعظم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رہتی دنیا تک کے لیے تمام قوموں اور خطوں کی تعلیم وتربیت کے لیے مبعوث فرمایا۔

جامع کمالات معلم ومربی:

معلم ومربی کے لیے ضروری ہے کہ اس کی شخصیت زیر تعلیم وتربیت لوگوں کے لیے باعث کشش ہو، اور اصلاً یہ کشش تو معلم کے باطنی کمالات کی وجہ سے ہوتی ہے؛ لیکن اس کے ساتھ ظاہری محاسن بھی جمع ہوجائیں تو کشش دوبالا ہو جاتی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ معلم انسانیت تھے، سارے انسانوں کی تربیت کے لیے مبعوث ہوئے تھے، چھوٹے بڑے، امیر و غریب، حاکم محکوم، گمنام وبے حیثیت اور معروف وباوجاہت ہر کسی کی تعلیم وتربیت آپ کے سپرد تھی؛ اس لیے اللہ تعالیٰ نے آپ کی شخصیت کو ایسا جامع کمالات بنایا جو ہر کسی کے لیے باعثِ کشش ہو، آپ باطنی کمالات میں بھی یکتا تھے اور ظاہری

محاسن میں بھی منفرد تھے، اور ایسے منفرد تھے کہ انسانیت کے سب سے عظیم معلّمین انبیاء جو براہ راست اللہ تعالیٰ کا انتخاب تھے اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان کا بھی سردار قرار دیا۔

معلم کا سب سے بنیادی وصف یہ ہے کہ وہ علم میں کامل ہو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حال یہ تھا کہ ناخواندہ اور ''اُمّی'' ہونے کے باوجود علم کے بحرِ بے کراں تھے، انسانوں میں ایسا کوئی نہیں ہوا جسے علم میں آپ جیسا کمال حاصل ہو، اللہ رب العزت نے فرمایا: ''وَاَنْزَلَ اللّٰہُ عَلَیْکَ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَعَلَّمَکَ مَالَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ وَکَانَ فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکَ عَظِیْمًا۔'' (النساء:۱۱۳)

''اور اللہ تعالیٰ نے آپ پر کتاب وحکمت اتاری، اور وہ باتیں آپ کو سکھائیں جو آپ نہیں جانتے تھے، اور آپ پر اللہ کا فضل عظیم رہا ہے۔'' متعدد علماء نے تصریح کی ہے کہ آپ کو پہلوں اور پچھلوں کا علم دیا گیا، اور آپ علم وحکمت میں تمام انبیاء کرام پر فائق تھے؛ بلکہ آپ کا علم تمام مخلوقات کے علم سے زیادہ تھا۔

(معارف القرآن، نساء:۱۱۳)

کمالِ علم کے ساتھ آپ میں اعلیٰ نسبی شرافت تھی، کسی بڑے سے بڑے آدمی کو آپ سے سیکھنے میں عار نہیں ہو سکتی تھی، آپ کی شخصیت میں وجاہت ووقار اور رعب تھا، سامنے والا آپ کی عظمت سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا تھا، آپ حسنِ اخلاق اور نرم مزاجی کی پاکیزہ خو سے آراستہ تھے، لوگ بہت جلد مانوس ہو جاتے تھے، آپ خوش بیان اور فصیح اللسان ایسے تھے کہ مخاطب گرویدہ ہو جاتا تھا، تفہیم پر آپ کو زبردست قدرت حاصل تھی، دقیق اور گہرے مضامین کو تشبیہ وتمثیل کے ذریعے ذہن میں اتار دیتے تھے، گفتگو معتدل اور حشو وزائد سے خالی ہوتی تھی، مخاطب کو نہ تو عدمِ تشفی کا شکوہ ہوتا اور نہ ہی اکتاہٹ کا، آپ اعلیٰ درجے ذہین، معاملہ فہم، روشن دماغ، روشن ضمیر، کشادہ دل، پاک باطن، علم وعمل کے جامع، حسین وجمیل، دل آویز سراپا و شخصیت کے مالک، ادب، سلیقہ مندی اور اعلیٰ اخلاق میں طاق، لوگوں کی ہمدردی اور خیر خواہی، مخاطب کے مقام ومرتبے، اس کی سمجھ، عقل اور عمر کی رعایت میں یکتا تھے، آپ کو دھن لگی ہوئی تھی کہ کس طرح انسانوں کو زیادہ سے زیادہ خیر کی تعلیم دی جائے، اور اللہ کے دین کے مطابق ان کی تربیت کی جائے، یہ اور اس جیسے نہ جانے کتنے محاسن تھے، جس کی وجہ سے آپ نہ صرف ایک مثالی معلم تھے؛ بلکہ ابد تک معلّمین کے اسوہ اور آئیڈیل بن گئے۔

صورت تیری تصویر کمالات بنا کر
دانستہ مصور نے قلم توڑ دیا ہے

قرآن وحدیث میں آپ کی تعلیم وتربیت کا ذکر:

آپ اللہ رب العزت کی طرف سے معلم ومربی کے منصب جلیل پر فائز کیے گئے تھے، قرآن کریم میں چار مقامات پر اللہ رب العزت نے الفاظ کی معمولی تقدیم وتاخیر کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے مقاصد اور فرائض منصبی کی وضاحت فرمائی ہے، یہ مقاصد اور فرائض منصبی قرآن کے بیان کے مطابق تو چار ہیں؛ لیکن ان کو اگر مزید اختصار کے ساتھ بیان کیا جائے تو ان کا خلاصہ ''تعلیم وتربیت'' کے عنوان میں سمٹ جائے گا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْھِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِھِمْ یَتْلُوْ عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیْھِمْ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ۔''

(آل عمران:۱۶۴)

ترجمہ: ''واقعی حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے مومنوں پر بڑا احسان کیا کہ ان کے درمیان انھیں میں سے ایک رسول بھیجا جو ان کے سامنے اللہ کی آیتوں کی تلاوت کرے، انھیں پاک وصاف بنائے، اور انھیں کتاب وحکمت کی تعلیم دے؛ جب کہ لوگ اس سے پہلے یقیناً کھلی گمراہی میں مبتلا تھے۔''

یہ مضمون اس آیت کریمہ کے علاوہ سورہ بقرہ کی آیت نمبر ۱۲۹-۱۵۱ میں دوبار اور سورہ جمعہ کی آیت ۲ میں ایک بار بیان ہوا ہے۔

متعدد احادیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے اپنے معلم ہونے کی تصریح کی ہے، مسلم شریف میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ارشاد نقل کیا گیا ہے جس میں آپ نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

''إِنَّ اللّٰہَ لَمْ یَبْعَثْنِي مُعَنِّتًا وَلَا مُتَعَنِّتًا وَلٰکِنْ بَعَثَنِي مُعَلِّمًا مُیَسِّرًا۔'' (مسلم ۱۴۷۸)

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ نے مجھے نہ تو لوگوں کو مشقت میں ڈالنے والا بنا کر بھیجا ہے اور نہ دوسروں کی لغزش کا خواہاں بنا کر بھیجا ہے، اس نے تو مجھے ایسا معلم بنا کر بھیجا ہے جو لوگوں کے لیے آسانیاں پیدا کرے۔''

سنن ابن ماجہ میں حضرت عبد اللہ بن عمر بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ''خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

ذَاتَ یَوْمٍ مِنْ بَعْضِ حُجَرِهٖ، فَدَخَلَ الْمَسْجِدَ، فَإِذَا هُوَ بِحَلْقَتَيْنِ: إِحْدَاهُمَا يَقْرَؤُونَ الْقُرْآنَ، وَيَدْعُوْنَ اللّٰهَ تَعَالٰى، وَالْأُخْرٰى يَعْلَمُوْنَ وَيَتَعَلَّمُوْنَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كُلٌّ عَلٰى خَيْرٍ، هٰؤُلَاءِ يَقْرَؤُوْنَ الْقُرْآنَ، وَيَدْعُوْنَ اللّٰهَ تَعَالٰى، فَإِنْ شَاءَ أَعْطَاهُمْ وَإِنْ شَاءَ مَنَعَهُمْ، وَهٰؤُلَاءِ يَعْلَمُوْنَ وَيَتَعَلَّمُوْنَ، وَإِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا، فَجَلَسَ مَعَهُمْ۔‘‘(ابن ماجۃ:۲۲۹)

ترجمہ:’’ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کسی حجرے سے نکل کر مسجد میں تشریف لائے، تو آپ کو مسجد میں دو حلقے نظر آئے، ایک حلقہ میں لوگ قرآن کی تلاوت اور دعا کر رہے تھے، اور دوسرے حلقے میں لوگ علم سیکھ اور سکھا رہے تھے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر ایک خیر پر ہے، یہ لوگ قرآن کی تلاوت کر رہے ہیں اور اللہ سے دعا کر رہے ہیں، اگر اللہ چاہے تو ان کو عطا فرمائے، اور چاہے تو منع کر دے، اور یہ دوسرے لوگ علم سیکھ اور سکھا رہے ہیں، اور میں تو معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں، یہ فرما کر آپ اسی پڑھنے اور پڑھانے والے حلقے میں بیٹھ گئے۔‘‘

آپ کی مثالی شخصیت سب سے بڑا معلم:

آپ تربیت ربانی کا ایک مظہر اتم تھے، کسی انسان کے بجائے آپ کی تعلیم و تربیت خود اللہ رب العزت نے فرمائی تھی، اسی تربیت کا نتیجہ تھا کہ آپ کی نشست و برخاست، رفتار و گفتار، بود و باش، سلوک و برتاؤ، سونا جاگنا، خوشی غمی، رضا غضب، لین دین، ملنا جلنا سب کچھ رضائے الٰہی کے سانچے میں پوری طرح ڈھلا ہوا تھا، اور اس طرح ڈھلا ہوا تھا کہ رہتی دنیا تک وہی انسانیت کے لیے اسوہ اور قابل تقلید نمونہ قرار پایا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

’’لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُو اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا۔‘‘(الاحزاب:۲۱)

ترجمہ:’’حقیقت یہ ہے کہ تمہارے لیے رسول اللہ کی ذات میں ایک بہترین نمونہ ہے، ہر اس شخص کے لیے جو اللہ اور یوم آخرت سے امید رکھتا ہو اور کثرت سے اللہ کا ذکر کرتا ہو۔‘‘

جس طرح آپ کا سینہ قرآن کے الفاظ و انوار کا گنجینہ تھا اسی طرح آپ کی ذات اقدس اور اس سے وجود میں آنے والی سیرتِ طیبہ قرآن کریم کے احکام و تعلیمات کا ایک جیتا جاگتا کامل مکمل عملی نمونہ تھی، ایمان کیا ہے، اسلام کیا ہے، احسان کیا ہے، عبادت کیا ہے، توکل کیا ہے، صبر کیا ہے، تسلیم و رضا کیا ہے، عفو و درگزر کیا ہے، عدل کیا ہے، انصاف کیا، اخلاق کیا ہیں، ایک بہترین معاشرت کیا ہے، حلال کیا ہے، حرام کیا ہے؟ یہ اور ان جیسی سیکڑوں تعلیمات و احکام آپ قرآن کریم میں پڑھیں، پھر اس کی تطبیقی شکل اور اس کا عملی نمونہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس اور سیرت طیبہ میں دیکھیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کسی کے سوال کے جواب میں کہا تھا اور بجا طور پر کہا تھا: ’’إِنَّ خُلُقَ نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ الْقُرْآنَ‘‘(مسلم ۷۴۶) کہ ’’رسول اللہ صلی اللہ علیہ کا اخلاق سراپا قرآن ہے۔‘‘

حکیم الاسلام حضرت قاری محمد طیب قاسمیؒ نے بجا تحریر فرمایا ہے، لکھتے ہیں:

ترجمہ: ’’گویا ایک علمی قرآن ہے جو اوراق میں محفوظ ہے، اور ایک عملی قرآن یعنی سیرت طیبہ ہے جو ذاتِ نبوی میں محفوظ ہے، اور دونوں آپس میں ایک دوسرے پر من وعن منطبق ہیں، پس قرآن کا کہا ہوا حضور کا کیا ہوا ہے، اور آپ کا کیا ہوا قرآن کا کہا ہوا ہے: قرآن میں جو چیز قال ہے وہی ذات نبوی میں حال ہے، اور جو قرآن میں جو نقوش و دوال ہیں وہی ذات اقدس میں سیرت و اعمال ہیں۔‘‘

(نقوش کا رسول نمبر ۱/ ۳۸)

قرآنی تعلیمات کے سانچے میں ڈھلی ہوئی

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم یہی ذات اقدس سب سے زبردست معلم تھی، لوگ آپ کو دیکھ کر اپنی نمازیں سیکھتے، عبادات کے طور طریقے معلوم کرتے، آپ کے اخلاق کو دیکھ کر اپنے اخلاق و اطوار درست کرتے، آپ کی پسند و ناپسند کو کسی چیز کے اچھے اور برے ہونے کی کسوٹی سمجھتے، آپ کی نشست و برخاست، میل جول، مہمانوں کی ضیافت، دوستوں کی دلداری، چھوٹوں پر شفقت، آپ کے سونے جاگنے، بیوی و بچوں کے ساتھ آپ کے رہن سہن سے زندگی اور معاشرت کے اصول و آداب اخذ کرتے، آپ کی صحبت کیمیا اثر میں انہیں ایمان، توکل، حلم و صبر، عفو و درگزر، خوف و خشیت، انابت و توبہ، تسلیم و رضا، قناعت و استغنا، سماحت و تواضع کی وہ عظیم صفات و کیفیات حاصل ہوتیں جو دراصل کمال بشری کی انتہاء اور اس کی سعادت کی منتہیٰ ہیں۔

وعظ و خطابت اور اقوال کے ذریعے تعلیم و تربیت:

جہاں آپ کی مثالی شخصیت ہر دیکھنے اور برتنے والے کے لیے سراپا تعلیم و تربیت تھی، اسی طرح آپ کی زبان فیض ترجمان بھی تعلیم و تربیت کا اہم ترین ذریعہ تھی، آپ عرب کے قبیلے قریش

میں پیدا ہوئے، اور بنوسعد میں دودھ پیا، یہ دونوں قبیلے فصاحت بیانی، طلاقت لسانی اور خوش گفتاری میں اپنی مثال آپ تھے، اس قدرتی انتظام اور فطری صلاحیت کی وجہ سے آپ زبان و بیان میں اپنے ہم عصروں میں بہت ممتاز رہے، آپ اپنے بلیغ وعظ اور مؤثر خطابت کے ذریعے لوگوں کو دین کی تعلیم دیتے، اور ان کی تربیت فرماتے، جمعہ کے خطبے کے علاوہ سفر و حضر، جنگ و صلح، نارمل اور ہنگامی حالات اور دیگر مختلف تقاضوں پر آپ صحابہ کرامؓ سے خطاب فرماتے اور وقت کے حالات و تقاضے کے مطابق ضروری تعلیم دیتے۔

آپ کے یہ خطبات صحابہ اور امت کو تعلیم دینے کا بہت اہم ذریعہ تھے، ان کے علاوہ اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے، اور احباب سے باتیں کرتے موقع محل کی مناسبت سے اپنے اقوال کے ذریعہ صحابہ کو تعلیم دینا اور ان کی تربیت فرمانا آپ کا معمول تھا۔

تعلیم و تربیت کے لیے مؤثر طریقے کا انتخاب:

آپ تعلیم دیتے ہوئے، نصیحت کرتے ہوئے، صحابہ کی تربیت کرتے ہوئے وہ طریقہ اپناتے جو زیادہ مؤثر اور بات کو دلنشیں کرنے والا ہو، کبھی نصیحت کرتے ہوئے ترغیب و ترہیب کا سہارا لیتے ہوئے، اچھے اعمال کا ثواب بتاتے جس سے سننے والے کو رغبت ہو، برے اعمال کی سزائیں بتاتے جس سے سننے والے پر خوف طاری ہو اور وہ ان سے باز رہے۔ کبھی پرانی قوموں کے واقعات اور قصوں کو سنا کر نصیحت فرماتے؛ اس لیے کہ قصوں کے ذریعہ جو بات کہی جاتی ہے، وہ مؤثر بھی ہوتی ہے اور یاد بھی رہ جاتی ہے، کبھی کسی مضمون کو بیان کرنے سے پہلے کوئی مناسب تمہید قائم کرتے، پھر مدعا بیان کرتے؛ تاکہ اصل مدعا کو سمجھنے کے لیے ذہن اچھی طرح تیار ہو جائے۔ عام عادت شریفہ تو یہ تھی کہ آپ سیکھنے والوں کے ساتھ نرمی کا برتاؤ فرماتے تھے، لیکن تربیت کے لیے اگر غصہ اور سختی کی ضرورت ہوتی تو آپ غضبناک ہو جاتے اور زجر و توبیخ فرماتے، جس سے لوگوں کے دل لرز اٹھتے، اور ان میں اپنی اصلاح کی فکر پیدا ہوتی۔ شرم و حیا والی باتوں کو صاف صاف کہنے کے بجائے اشارے اور کنائے میں کہتے۔ کبھی اجمالاً کوئی بات ارشاد فرماتے اور پھر اس کی تفصیل بتاتے، ایک موقع سے ارشاد فرمایا: ''پانچ باتوں کو پانچ باتوں سے پہلے غنیمت جان لو: جوانی کو بوڑھاپے سے پہلے، صحت کو بیماری سے پہلے، مالداری کو محتاجی سے پہلے، فرصت کو مصروفیت سے پہلے، اور زندگی کو موت سے پہلے۔'' (مستدرک حاکم ۷۸۴۶)

اجمال کے بعد تفصیل کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ بات کو یاد کرنا اور سمجھنا آسان ہو جاتا ہے۔ اسی طرح آپ کبھی ایک بات کو مبہم انداز میں ذکر کرتے، جس کی وجہ سے لوگوں میں تجسس اور انتظار پیدا ہوتا، اور جاننے کی خواہش پیدا ہوتی، پھر آپ اس مبہم ارشاد کو واضح کرتے تو لوگ آپ کی بات کا صحیح لطف لیتے، اور وہ ان کی زندگی میں زیادہ مؤثر ثابت ہوتی۔ کبھی کسی بات کو کہنے سے پہلے مخاطب کا ہاتھ یا اس کا کاندھا پکڑ لیتے، جس کی وجہ سے وہ پوری طرح آپ کی طرف متوجہ ہو کر سراپا گوش ہو جاتا، پھر جب آپ اسے کوئی تعلیم دیتے یا تربیت کی کوئی بات ارشاد فرماتے، تو وہ لوح قلب پر پتھر کی لکیر بن جاتی۔

کبھی بات کی اہمیت کو اجاگر کرنے کے لیے آپ اپنی ہیئت بدل دیتے، مثلاً آرام سے بیٹھے ہوتے تو بات کہنے کے لیے سیدھے ہو کر بیٹھ جاتے، نارمل انداز میں ہوتے تو مزید سنجیدہ ہو جاتے، کبھی بات کو بار بار دہرا کر تاکید سے کہنے لگتے، اس طرح مخاطب بات کی اہمیت محسوس کرتا اور جس توجہ اور دھیان سے اسے سننے کا حق ہے اسی توجہ اور دھیان سے سنتا۔ کبھی اہمیت دلانے کے لیے بات کو قسم کھا کر ارشاد فرماتے، احادیث میں قسم کا استعمال کثرت سے ملتا ہے۔ کسی بات کی تعلیم دیتے ہوئے بعض اوقات مزاح اور خوش طبعی بھی فرماتے؛ مگر مزاح میں بھی آپ حق اور سچ ہی کہا کرتے تھے۔

احکام و مسائل سکھانے میں تدریج کا لحاظ کرتے، دین میں جو باتیں بنیادی ہیں پہلے ان کو سکھاتے، زیادہ اہم سے کم اہم کی طرف آتے۔ تعلیم دیتے ہوئے اس بات کی رعایت کرتے کہ لوگوں کی دلچسپی باقی رہے؛ چنانچہ اعتدال ملحوظ رکھتے؛ چنانچہ روزانہ وعظ کہنے کے بجائے وقفے وقفے سے کہتے تاکہ لوگ اکتاہٹ میں مبتلا نہ ہو جائیں۔ تعلیم دینے میں لوگوں کے حالات، درجے اور ذوق و مزاج کی رعایت کرتے؛ چنانچہ جس کے لیے جو بات ضروری سمجھتے اسے اس کی تعلیم دیتے۔

کبھی تعلیم دینے کے لیے گفتگو اور سوال و جواب کا انداز اختیار کرتے، ایک مرتبہ صحابہ سے پوچھا: ''جانتے ہو مسلمان کون ہے؟ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول ہی زیادہ بہتر جانتے ہیں، فرمایا: مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان محفوظ رہیں۔''

(مسند احمد ۱۵۶۳۵ و مسلم ۴۰)

اس طرح کی مثالیں حدیث کی کتابوں میں بکثرت موجود ہیں۔ کبھی تعلیم دیتے ہوئے کسی بات کی عقلی توجیہ اور تشریح فرماتے، جس سے مخاطب کو شرعی حکم کی حکمت سمجھ میں آتی اور وہ اس کے آگے سر جھکا دیتا، احادیث کی کتابوں میں ایک قصہ منقول ہے:

’’ایک نوجوان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا، اور کہا یارسول اللہ مجھے زنا کی اجازت دے دیجیے، یہ سنتے ہی لوگ اسے ڈانٹ ڈپٹ کرنے لگے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے اس کو قریب بلایا اور اس سے پوچھا کہ کوئی تمہاری ماں سے یہ برا کام کرنا چاہے تو تمہیں گوارا ہوگا؟ اس نے کہا: یارسول اللہ! میری جان آپ پر قربان، ہرگز نہیں! اور میں ہی کیا؟ کوئی بھی اس کو پسند نہیں کرے گا، کہا: اگر تمہاری بیٹی کے ساتھ کرنا چاہے تو؟ اس کہا: یارسول اللہ! میری جان آپ پر قربان، ہرگز نہیں! اور میں ہی کیا؟ کوئی بھی اس کو پسند نہیں کرے گا، آپ نے فرمایا: اگر تمہاری بہن کے ساتھ کرنا چاہے تو؟ تو نوجوان نے وہی جواب دیا، پھر حضور نے پھوپھی اور خالہ کا تذکرہ کیا؟ تو نوجوان نے وہی جواب دیا۔ اس طرح بات جب نوجوان کی سمجھ میں آگئی، تو آپ نے اپنا ہاتھ اس کے اوپر رکھ کر اس کو دعا دی، اس کے بعد سے وہ نوجوان اس طرح کی چیزوں کی طرف کبھی متوجہ نہ ہوا۔‘‘ (مسند احمد:۲۲۲۱۱)

دیکھئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے زنا کی حرمت اور اس کے بارے میں آنے والی وعیدوں کو ذکر کرنے کے بجائے، اس کو حرمتِ زنا کی حکمت اور عقلی وجہ سمجھا دی اور اسے اسلام کے اس حکم پر مکمل اطمینان ہوگیا۔

مثالیں دینے سے بات جلدی سمجھ میں آتی ہے اور اچھی طرح ذہن نشین ہو جاتی ہے، آپ تعلیم میں تشبیہ و تمثیل کا کثرت سے استعمال فرماتے، اور باتوں کو بآسانی ذہن میں اتارنے میں کامیاب ہو جاتے، تشبیہات اور مثالیں احادیث میں بہت کثرت سے آئی ہیں، یہاں صرف ایک مثال نقل کی جاتی ہے، آپ نے فرمایا:

’’نیک ہم نشین (ساتھی) کی مثال مشک بیچنے والی کی طرح ہے، اگر تمہیں مشک والے سے کچھ مشک نہ بھی ملے تو خوشبو تو ضرور ہی ملے گی اور برے ہم نشین کی مثال بھٹی والے کی طرح ہے، اگر تمہیں بھٹی کی کالک نہ بھی لگے تو دھواں تو ضرور پہنچے گا۔‘‘ (ابوداؤد:۴۸۲۹)

کبھی آپ زمین میں لکیریں کھینچ کر کوئی بات سمجھاتے، کبھی کوئی بات ذہن نشین کرنے کے لیے گفتگو کے ساتھ ہاتھ کا اشارہ بھی استعمال فرماتے: آپ نے ایک حدیث میں فرمایا: ”میں اور یتیم کی پرورش کرنے والا جنت میں اس طرح ہوں گے، آپ نے شہادت والی اور بیچ والی انگلی کھولی اور ان کے بیچ تھوڑا سا فاصلہ رکھا۔‘‘ (بخاری ۴۹۹۸) کبھی کوئی کچھ پوچھتا تو اس کے سوال کا جواب دے کر تعلیم دیتے، کبھی بغیر کسی کے پوچھے خود ضرورت کو محسوس کر کے کوئی بات ارشاد فرماتے، کبھی ایک آدمی کوئی سوال کرتا آپ محسوس کرتے کہ اس سوال کا جواب دینے سے اس کو کوئی خاص فائدہ نہیں ہوگا، تو ایسی صورت میں آپ سوال کا اصل جواب دینے کے بجائے جواب میں ایسی بات ارشاد فرماتے جو اس کے حق میں مفید ہو۔

قول و عمل کے علاوہ آپ کی خاموشی بھی تعلیم ہوا کرتی تھی؛ چنانچہ آپ کے سامنے کوئی کام ہو اور اسے دیکھ کر ہونے دیں، اس پر نکیر نہ فرمائیں تو یہ خاموشی بھی اس بات کی تعلیم ہوتی تھی کہ یہ کام شریعت میں جائز ہے۔

آپ کے دلکش اور موثر پیارے طریقوں کو کوئی کہاں تک شمار کرائے، سچ یہ ہے کہ:

دامانِ نگہ تنگ گلِ حسن تو بسار
گل چین بہار توز داماں گلہ دارد

معلم انسانیت کا اعجاز:

یہ اس معلم انسانیت اور مربی عالم کا اعجاز تھا کہ وہ قوم جو صدیوں سے علم و آگہی سے نا آشنا تھی، جو پڑھنے لکھنے کو باعث ننگ و عار اور اَن پڑھ ہونے کو وجہِ افتخار سمجھتی تھی، تندی، سخت مزاجی، سخت گیری، عقل و ذہن کی خشکی، بربریت، وحشیانہ پن اور آبا و اجداد کی کورانہ تقلید میں حد سے بڑھی ہوئی تھی، خاندانی نخوت، نسبی غرور، حسبی گھمنڈ اپنی انتہاء کو پہنچا تھا، حق تلفی، غارت گری، جنگ و جدل، حرب و ضرب ان کا پیشہ بن چکا تھا، بچی کی پیدائش کو اس قدر باعث ننگ و عار سمجھا جاتا تھا کہ آدمی اپنے لخت جگر کو زندہ دفن کرنے میں عافیت سمجھتا تھا، دنیا کی ترقی یافتہ قوموں نے ان کے اسی مزاج و فطرت کی وجہ سے کبھی انھیں قابل توجہ نہیں سمجھا تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدتوں سے بے کار پڑی ہوئی اسی زمین کو اپنی محنت کا میدان بنا کر کے دعوت و اصلاح کا کام شروع کیا، پھر کیا تھا، پتھر دل لوگ پوری سنگ دلی پر اتر آئے اور دشمنی کا ہر حربہ اپنایا، اپنے پرائے ہوگئے، دوست بے گانے ہوگئے، محبت کا دم بھرنے والے جان

کے دشمن اور خون کے پیاسے ہوگئے، آپ مکہ کے گلی کوچوں اور الگ الگ قبیلوں میں چل پھر کر حق کی آواز بلند کرتے؛ مگر یہ آواز صدا بہ صحرا ثابت ہوتی، کوئی اس پر کان دھرنے والا نہ تھا۔

مگر کب تک؟ حق کی آواز لگانے والے کے صبر واستقلال نے ہمت نہ ہاری، بالآخر حق کی بانسری نے کانوں میں اثر کرنا شروع کیا، داعی کے اخلاص اور خیر خواہی کے جذبے نے پتھر دلوں کو موم کیا، صحرا کے سنگلاخ سے ہدایت کے چشمے پھوٹے، بطحا کے سنگ ریزے اس معلم کی تعلیم و تربیت سے لعل و جواہر بن کر اس طرح نکھرے کہ چشم فلک نے اپنی حیات میں ایسی آب وتاب والے جواہر پارے نہیں دیکھے، اس مربی کی تربیت گاہ سے نکلنے والا ایک ایک شخص قوموں کا مصلح اور امام بن گیا۔ دنیا کی تاریخ میں کوئی معلم ومربی نہیں ملتا جس نے صرف دو دہائی کی قلیل مدت میں ایسا عظیم الشان ہمہ گیر علمی و اصلاحی انقلاب برپا کیا ہو:

تھے نہ خود جوراہ پر اوروں کے ہادی بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کر دیا

یہ انقلاب تو خود اس کی زندگی میں ہوا؛ مگر اسے دنیا سے رحلت کیے آج چودہ صدیاں بیت گئیں؛ لیکن نہ اس معلم کی علمی فیاضی میں کوئی فرق آیا، نہ اس کی تربیت کے غلغلے کم ہوئے، دنیا میں آج بھی کروڑوں انسان ہیں جو اس معلم کی طرف انتساب کو زندگی کا سب سے قیمتی سرمایہ، اور اس جہان کی متاع عزیز تر جانتے ہیں اور آج بھی اسی کے لائے ہوئے قرآن اور اسی کے بتائے ہوئے علم وحکمت کے جواہر پاروں کو تعلیم و تربیت کا سب سے بڑا سرچشمہ سمجھتے اور اس سے اکتساب فیض کررہے ہیں۔

یہ وہ معلم ہے جس کا بتایا ہوا طریقہ خالق کائنات کا انتخاب اور جس کی لائی ہوئی شریعت حق وصداقت کا ابدی معیار ہے، اس کے علاوہ ہر طریقہ مردود، ہر راہ باطل اور ہر رہبری ضلالت و گمراہی ہے۔

اسی کی پاکیزہ سیرت ہر معلم و مربی کے لیے سرمہ بصیرت ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس سے روشنی حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین

نگاہ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر
وہی قرآن، وہی فرقاں، وہی یٰسین، وہی طٰہٰ

☆☆ .... ☆☆

حلقہ لیاری ٹاؤن میں تربیتی نشستیں بسلسلہ تحفظ ختم نبوت

کراچی (مولانا محمد کلیم اللہ نعمان) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حلقہ بکرا پیڑی لیاری کے زیر اہتمام جامع مسجد عیدگاہ کے امام وخطیب مولانا عبدالمتین کی زیر نگرانی بروز جمعرات بعد نماز عشاء ختم نبوت تربیتی نشست کا اہتمام کیا گیا، جہاں عصری علوم حاصل کرنے والے نوجوانوں کی کثیر تعداد نے بھی شرکت کی۔ مجمع سے بیان کرتے ہوئے راقم الحروف نے کہا کہ: اس وقت اسکول، کالج، یونیورسٹیز میں تحفظ ختم نبوت کے کام کو اجاگر کرنے کی بے حد ضرورت ہے چونکہ نئے نئے فتنے جنم لے رہے ہیں، اس ماحول میں ایمان بچانے کے لئے مضبوط عقیدہ ضروری ہے۔ پروگرام میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بزرگ کارکن قاری اللہ وسایا، حلقے کے نگران بھائی عبدالحفیظ صاحب سمیت دیگر کارکنوں نے بھی شرکت کی۔

دوسری ختم نبوت تربیتی نشست کا اہتمام جامع مسجد القادر میں بروز اتوار بعد نماز عشاء کیا گیا، جہاں اپنی گفتگو میں راقم الحروف نے کہا کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ اللہ رب العزت نے تحفظ ناموس رسالت کی چوکیداری کے لئے قبول فرمالیا ہے۔ ہمارے شیخ ومرشد حضرت بابا حافظ محمد اکرم طوفانی رحمۃ اللہ فرماتے تھے کہ اللہ رب العالمین نے ہمیں اس امت میں بھیجا ہے اور اس کا حق یہ ہے کہ ہم حضور خاتم النبیین صلی علیہ وآلہ وسلم کی عزت کی حفاظت کے لئے اپنا سب کچھ قربان کردیں۔ حضور خاتم النبیین علیہ السلام سے محبت کی خاطر دشمنانِ ختم نبوت کی مصنوعات کا کھل کر بائیکاٹ کریں۔ حلقہ صدر ٹاؤن جامع مسجد دکھنی میں بروز منگل بعد نماز عشاء نشست سے بیان کا موقع ملا۔ یہاں راقم الحروف نے کہا کہ اللہ رب العالمین کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے سے ان کی طرف سے عطا کی گئی نعمتوں میں بڑھوتری کا وعدہ خود رب ذوالجلال نے کیا ہے۔ مجلس کے مرکزی راہنما مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی مدظلہ ہمیشہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ناموس کی حفاظت کا کام ہمیں شوق اور جذبے کے ساتھ کرنا چاہئے۔ میرے پیارے استاذ حضرت مولانا عطاء الرحمٰن شہیدؒ ہمیشہ نصیحت کرتے تھے کہ ہر نعمت پر شکر ادا کرنے سے اللہ پاک اس نعمت سے کبھی محروم نہیں کرتا، ختم نبوت کا کام بھی شکر ادا کرتے ہوئے کرو تا کہ یہ کام سانس جاری رہنے تک ساتھ رہے۔

سیّدنا عثمان ذوالنورینؓ..... فضائل ومناقب

تالیف:.... حضرت مولانا سعید احمد اکبر آبادیؒ

(چوتھی قسط)

تلخیص وانتخاب:..... مولانا محمد قاسم، کراچی

ایک شخص نے حضرت عثمانؓ سے کہا: آپ لوگوں میں سب سے زیادہ خوبصورت ہیں! آپؓ نے فوراً آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف اشارہ کرکے فرمایا: ایسے تو بس آپ ہی ہیں۔

معاملہ کے نہایت صاف تھے، فریق ثانی کی دلجوئی کا برابر خیال رکھتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ نے کسی شخص سے زمین خریدی، مالک بہت دنوں تک قیمت لینے نہیں آیا، ایک روز وہ کہیں مل گیا اور حضرت عثمانؓ نے کہا: تم اپنی زمین کی قیمت لینے نہیں آئے؟ تو اس شخص نے کہا: مجھ کو زمین کی فروختگی میں دھوکا ہوا ہے، لوگ مجھے برا بھلا کہتے ہیں۔ بیع اگرچہ ختم ہوچکی تھی اور اب بائع کو ارض مبیعہ کے واپس لینے کا کوئی حق نہیں تھا، لیکن بایں ہمہ حضرت عثمانؓ نے فرمایا: ”اگر ایسا ہے تو تم کو اختیار ہے، اپنی زمین واپس لے لو یا اس کی قیمت لو۔ اس کے بعد یہ حدیث پڑھی: ”اللہ تعالیٰ اس شخص کو جنت میں داخل کرے گا جو صلح پسند اور نرم خو ہوگا، خواہ اس کی حیثیت مشتری کی ہو یا بائع کی، فریاد رس کی ہو یا فریاد کرنے والے کی۔ (البدایہ والنہایہ، ج:۷، ص:۲۱۶)

تقویٰ وطہارت آپ کا جوہر ذاتی تھا۔ فواحش ومنکرات کا کیا ذکر، مکروہات تک سے آپ کو طبعی نفرت تھی۔ سلیمان بن موسیٰ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عثمانؓ چند لوگوں کے ہاں مدعو تھے، لیکن یہ مجمع ایک ناپسندیدہ مشغلہ (غالباً گانا بجانا) میں مبتلا تھا، لیکن حضرت عثمانؓ جب وہاں پہنچے تو یہ سب لوگ منتشر ہوچکے تھے۔ آپ کو اس امر قبیح کا علم ہوا تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ ان لوگوں سے سامنا نہیں ہوا اور بطور کفارہ کے ایک غلام آزاد کیا۔

خلیفہ ہونے کے بعد اگرچہ آپ کا تمام وقت امورِ خلافت کی انجام دہی میں گزرتا تھا اور اب اپنے کاروبار کی نگرانی نہیں کرسکتے تھے، لیکن اس کے باوجود آپ بیت المال سے تنخواہ نہیں لیتے تھے۔

غلام آزاد کرنا اسلام میں ایک بڑی عبادت اور عظیم کارِ ثواب ہے۔ حضرت عثمانؓ اس کا بھی بڑا اہتمام کرتے تھے۔ ایک روایت جو کنز العمال (ج:۵، ص:۲۸) میں ہے، اس میں خود حضرت عثمانؓ کی زبان سے منقول ہے کہ آپ جب سے مسلمان ہوئے تھے، ایک غلام سالانہ آزاد کرتے تھے۔ البدایۃ والنہایۃ (ج:۷، ص:۲۱۰) میں ایک روایت ہے کہ حضرت عثمانؓ ہر جمعے کو ایک غلام آزاد کرتے تھے اور اگر کسی جمعے میں ایسا نہیں کرسکتے تھے تو اگلے جمعے کو ایک ساتھ دو غلام آزاد کرتے تھے۔

علم وفضل میں بھی حضرت عثمانؓ کا ایک ممتاز مقام تھا۔ عہدِ جاہلیت میں وہ ان چند نمایاں لوگوں میں شمار ہوتے تھے جو کتابت یعنی لکھنا پڑھنا جانتے تھے، اسی بنا پر اسلام کے بعد آپ کو کتابتِ وحی کا شرف حاصل ہوا۔

ام کلثوم بنت ثمامہ کا بیان ہے کہ حضرت عثمانؓ کے متعلق جب چہ میگوئیاں زیادہ ہونے لگیں تو ایک دن میں نے حضرت عائشہؓ سے اس کا ذکر کیا اور ان کے بارے میں ام المومنینؓ کی ذاتی رائے دریافت کی، انہوں نے فرمایا: میں نے خود عثمانؓ کو اس گھر میں دیکھا ہے کہ رات کا وقت ہے، گرمی کا موسم ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی نازل ہو رہی ہے جس کی وجہ سے آپ حسب معمول سخت گرانی محسوس کر رہے ہیں، اسی حالت میں حضرت عثمانؓ آپ کے حکم سے وحی لکھ رہے ہیں، اپنا یہ مشاہدہ بیان کرنے کے بعد ام المومنینؓ نے فرمایا: ”ظاہر ہے! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس درجہ قرب و اختصاص کا شرف اللہ تعالیٰ اسی شخص کو عطا فرماسکتا ہے جو اعلیٰ اخلاق وصفات کا انسان ہو۔

(کنز العمال، ج:۵، ص:۴۲)

حضرت عثمانؓ کو قرآن مجید سے بڑا شغف اور عشق تھا۔ آپ کثرت سے اس کی تلاوت ہی نہیں کرتے تھے، بلکہ آپ اس کی تجوید وقرأت کے بھی ماہر تھے، چنانچہ عبدالرحمٰن بن عامر الیحصبی جن کی کنیت ابو عمران تھی اور جو قراء سبعہ میں اور تابعین کے پہلے طبقہ میں شمار ہوتے ہیں، انہوں

نے تجوید وقرأت کا فن حضرت عثمانؓ ہی سے سیکھا تھا۔(الفہرست للندیم،ص:۳۱)

قرآن مجید کے حافظ تو تھے ہی، لیکن کثرتِ تلاوت ومزاولت کے باعث حال یہ تھا کہ گفتگو کرتے، خطبہ دیتے یا کسی کے نام کوئی خط لکھتے تو بے ساختہ قرآن کریم کی آیات کا حوالہ دیتے جاتے۔یہاں تک کہ طبریؒ نے عام مسلمانوں کے نام حضرت عثمانؓ کا ایک طویل مکتوب نقل کیا ہے جو ازاوّل تا آخر قرآن کریم کی آیات ہی سے مرتب ہوا ہے۔

(جلد:۳،ص:۲۰۷،۲۰۸)

کلامِ الٰہی سے اس درجہ عشق اور شغف تھا۔ایک مرتبہ فرمایا:اگر ہمارے دل بالکل پاک وصاف ہو جائیں پھر بھی ہم اپنے رب کے کلام سے سیر نہیں ہوں گے۔ایک مرتبہ خود اپنے متعلق فرمایا: خدا نہ کرے! مجھ پر کوئی دن ایسا گزرے جس میں مَیں نے قرآن کریم کی تلاوت نہ کی ہو۔

(البدایۃ والنہایۃ،ج:۷،ص:۲۱۵)

قرآن کریم کے بعد مرتبہ حدیث نبوی کا ہے،حضرت عثمانؓ کو اس سے بھی بڑا شغف اور عشق تھا۔اگرچہ اکابر صحابہؓ کی طرح ازراہِ ورع و تقویٰ آپ روایت کم کرتے تھے،تاہم آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جو احادیث روایات کی ہیں، محدثین نے ان کی تعداد ۱۴۶ بیان کی ہے، جن کو حضرت عثمانؓ سے ان کے صاحبزادو: ابان، سعید اور عمرو، اور آپ کے موالی: حمران، زید، ابوسہلۃ، ابوصالح اور ان کے علاوہ اور بہت سے لوگوں نے روایت کیا ہے۔

ان روایات میں ۳ متفق علیہ ہیں یعنی بخاری اور مسلم دونوں میں مذکور ہیں اور ۸ روایات صرف بخاری اور ۵ صرف مسلم میں ہیں، اسی بنا پر صحیحین میں آپ کی ۱۶ روایات مندرج ہیں۔

حضرت عثمانؓ کو فقہ میں جو درک تھا، اس کی وجہ سے ان کا شمار فقہائے صحابہ میں ہوتا تھا اور اسی لیے وہ شیخینؓ کے عہد میں مجلسِ افتاو شوریٰ کے رکن رکین رہے، خصوصاً علمِ فرائض میں آپ کا پایہ بہت بلند تھا۔ابن شہاب الزہریؒ فرماتے تھے:"حضرت عثمانؓ اور حضرت زید بن ثابتؓ کے انتقال کے بعد اب فرائض کا ایسا جاننے والا کوئی اور نہیں رہا۔(کنز العمال، ج:۱۵،ص:۲۸)

یہی حال علم المناسک کا تھا۔ صحابہ کرامؓ میں حضرت عثمانؓ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ اس فن کے سب سے بڑے ماہر تسلیم کیے جاتے تھے۔

(طبقاتِ ابن سعد، ج:۳،ص:۴۱)

حضرت عثمانؓ کے تفقہ اور اجتہادی بصیرت کے باعث حضرت عثمانؓ کی رائے اور ان کے فتوے کا اکابر صحابہ کرامؓ میں بڑا اعتبار و وقار تھا۔ایک مرتبہ غسل سے متعلق ایک مسئلے کے بارے میں کسی شخص نے حضرت عثمانؓ سے استفسار کیا، اس کے بعد وہ شخص چند دوسرے صحابہ کرامؓ کے پاس گیا اور ان سے بھی وہی استفسار کیا تو سب کا جواب وہی تھا جو حضرت عثمانؓ کا تھا۔

حضرت عثمانؓ کو تحریر وتقریر دونوں میں بھی کمال حاصل تھا۔ابن سعد کے حوالہ سے گزر چکا ہے کہ آپ کم سخن تھے، لیکن جب کسی موضوع پر بولنا شروع کرتے تھے تو اس کا حق ادا کرتے تھے۔ بیعت عامہ کے وقت آپ فراوانیٔ جذبات اور خلافت کی ذمہ داریوں کے شدّتِ احساس کے باعث کوئی طویل تقریر نہ کرسکے تھے، لیکن اسی میں آپ نے ظاہر کر دیا تھا کہ اب نہ سہی! آئندہ تقریر وخطابت کے بہت سے مواقع آئیں گے، اس وقت دیکھا جائے گا۔آپ کی تحریریں اور خطبات؛ حدیث وتاریخ اور ادب کی کتابوں میں محفوظ ہیں، ان پر نگاہ ڈالنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ امیر المومنینؓ کی تحریر ہو یا تقریر؛ اس کی خصوصیت یہ ہوتی ہے کہ کلام "ماقلّ و دلّ" کا مصداق ہوتا ہے، الفاظ مرصّع، اور جملے کے جملے فصاحت و بلاغت کی جان اور نہایت مؤثر ودلنشیں ہوتے ہیں، پھر وعظ وتذکیر ان کا وصف فاخر ہے۔

ذیل میں ہم چند خطبات کا ترجمہ نقل کرتے ہیں، ان سے خطبات کی فصاحت و بلاغت، زورِ کلام، جوشِ بیان اور خلوص واثر آفرینی کا اندازہ ہوگا۔ بیعتِ خلافت کے فوراً بعد جو آپؓ نے خطبہ ارشاد فرمایا، اس کا ترجمہ یہ ہے:

"حمد وصلوٰۃ کے بعد! مجھ پر خلافت کا بار لادا گیا اور میں نے قبول کرلیا ہے۔سن لو! میں پیروی کرنے والا ہوں، بدعت آفرین نہیں۔سنو! قرآن مجید اور سنّتِ نبوی پر عمل پیرا ہونے کے بعد تم سب لوگوں کے میری اوپر تین حقوق ہیں: (۱) ایک یہ کہ جن امور میں مسلمانوں کا اجماع ہے، ان میں اپنے پیشروؤں کا اتباع۔(۲) دوسرا یہ کہ جن امور میں مسلمانوں کا اجماع نہیں ہے، ان میں اہل خیر حضرات کے مسلک پر چلنا۔

(۳) تیسرا حق یہ ہے کہ میں آپ پر دست درازی نہ کروں، بجز اس وقت کے جب کہ اپنے کسی فعل کی وجہ سے آپ خود اپنے آپ کو اس کا مستحق نہ بنادیں۔سن لو! دنیا ایک سبز پری ہے جو لوگوں کی مرغوب بنادی گئی ہے

اور بہت سے اس پر فریفتہ ہوگئے ہیں۔ تم دنیا کی طرف نہ مائل ہو، نہ اس طرف جھکو، اور نہ اس پر بھروسا کرو، کیونکہ وہ لائق اعتماد نہیں ہے، اور یاد رکھو! دنیا بس اسی کا پیچھا چھوڑتی ہے جو اسے چھوڑ دے۔“

(طبری، ج:۴، ص:۴۲۲)

(۲) ایک اور خطبہ جس کو آپ کا آخری خطبہ کہا گیا ہے، اس کا ترجمہ یہ ہے:

”خوب سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کو دنیا اس لیے دی ہے کہ تم اس کے ذریعے آخرت کا سامان کرو اور اس لیے نہیں دی ہے کہ تم اسی کے ہو کر رہ جاؤ۔ بے شبہ! دنیا فانی ہے اور آخرت غیر فانی۔ پس خبردار! کہیں تم فانی پر غرہ کرکے باقی رہنے والی چیز سے کنارہ کش نہ ہو جاؤ۔ پس باقی کو فانی پر ترجیح دو، کیونکہ دنیا کا ساتھ چھوٹ جانے والا ہے اور انجامِ کار جانا خدا کی طرف ہی ہے۔ پس اللہ سے ڈرو! یہ خوفِ خدا ہی خدا کی پکڑ کے لیے سپر کا کام کرتا اور اس کے قرب کا ذریعہ بنتا ہے۔ لوگو! اللہ بڑا غیرت مند ہے، اس سے ہوشیار رہو۔ اپنی جماعت کا ساتھ نہ چھوڑو اور اپنی اپنی ٹولیاں الگ نہ بناؤ۔ قرآن: اللہ کی اس نعمت کو جو تم پر نازل ہوئی، مت بھولو! کہ اس وقت جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے، اللہ نے تمہارے دل جوڑ دیے، اور اس کی رحمت سے تم بھائی بھائی ہوگئے۔“ (البدایۃ، ج:۷، ص:۲۱۵۔ طبری، ج:۴، ص:۴۲۲، ۴۲۳)

(۳) ایک اور خطبہ میں حمد وصلوٰۃ کے بعد آپ نے فرمایا:

”لوگو! تم سب چل چلاؤ کی منزل میں اپنی اپنی باقی عمریں پوری کرنے کے لیے ہو، پس جو مدت باقی رہ گئی ہے اس کو جہاں تک تمہارے امکان میں ہے اچھے کاموں میں بسر کرو۔ تم اس دنیا میں آئے، تم نے یہاں صبح کی، شام کی۔ یاد رکھو! دنیا ایک دھوکے کی ٹٹی ہے۔ جو لوگ گزر گئے ان سے عبرت حاصل کرو، پھر جد وجہد کرو۔ غافل نہ بنو، کیونکہ تم سے غفلت نہ برتی جائے گی۔ کہاں ہیں وہ دنیا کے فرزند اور اس کے بھائی بند جنہوں نے دنیا کو پسند کیا، اسے آباد کیا اور اس سے ایک طویل مدت تک لطف اندوز ہوئے؟ کیا پھر دنیا نے ان کو باہر نکال نہیں پھینکا! تم بھی دنیا کو وہیں پھینک دو جہاں خدا نے اس کو ڈال رکھا ہے، اور طلبِ آخرت کرو، کیونکہ اللہ نے دنیا اور جو چیز اس سے بہتر ہے (یعنی آخرت) دونوں کی مثال واضرب لهم۔ الآیۃ میں بیان کی ہے۔“

(طبری، ج:۴، ص:۲۴۳)

ان خطبات سے اندازہ ہوگا کہ فصاحت و بلاغت، زورِ کلام اور جوشِ بیان کے علاوہ ان کی ایک نمایاں خصوصیت یہ تھی کہ ان میں مختلف اسالیبِ بیان سے بڑی قوت کے ساتھ دنیا کی بے ثباتی، بے اعتباری اور عالمِ آخرت کی بقا و پائیداری کا ذکر بار بار اور بالالتزام کیا گیا ہے۔ اس کی ایک وجہ تو یہی ہے کہ یہی اسلوب دعوت وتبلیغ اور ارشاد و ہدایت کے سلسلے میں قرآن مجید اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تھا، علاوہ ازیں بڑی وجہ یہ تھی کہ اس وقت کا سب سے بڑا فتنہ اور ابتلا یہی تھا کہ فتوحات کی کثرت اور اس کی وجہ سے دولت و ثروت کی بہتات اور افراطِ زر کے باعث قرنِ اول کے مسلمانوں کے برعکس اس زمانے کے لوگوں میں عام طور پر دنیا طلبی کا غلبہ آخرت کوشی پر ہونے لگا تھا اور اسلام کے لیے سب سے بڑا خطرہ یہی تھا، جس کی طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بار بار متوجہ کرتے رہتے تھے۔ حضرت عثمانؓ اول دن سے اس فتنے کو محسوس کرنے لگے تھے، اس بنا پر اپنے خطبات میں شد و مد سے لوگوں کو اس سے باخبر کرنا آپ کے کمال دور اندیشی وحقیقت رسی کی دلیل ہے۔

(جاری ہے)

سیدنا امام جعفر صادق علیہ الرضوان والسلام کے تین تحفے

حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ، سیدنا جعفر صادق علیہ الرضوان والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے انہیں تین نصیحتیں فرمائیں: (1) جب تمہیں کوئی غم گھیر لے تو لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ کثرت سے پڑھو۔ (2) جب تمہیں رزق کی تنگی محسوس ہو تو کثرت سے استغفار کرو۔ (3) جب تمہیں نعمتیں میسر آنے لگیں تو کثرت سے اللہ تعالیٰ کی حمد کیا کرو۔ قال سفیانُ [الثَّوريُّ رحمہ اللہ تعالی]: (دخلتُ على جعفرِ بنِ مُحَمَّدٍ [جعفر الصادق عليه السلام]، فقال: (إذا كَثُرت همومُكَ فأكثِرْ من «لا حولَ ولا قوَّةَ إلَّا باللهِ»، وإذا استبطأتَ الرِّزقَ فأكثِرْ من الاستغفارِ، وإذا تَدارَكَت عليكَ النِّعمُ فأكثِرْ حمدًا للهِ) [التَّرغيب في فضائلِ الأعمالِ وثوابِ ذلك لابنِ شاهينِ (381/1)]

انتخاب:... محمد قاسم رفیع

غلافِ کعبہ...... تاریخی پس منظر

لطیف الرحمٰن لطف

گزشتہ سال کی طرح رواں سال بھی غلاف کعبہ کی تبدیلی ذوالحجہ کے بجائے محرم میں ہوگی (بلکہ ہوگئی) اس حوالے سے سعودی بادشاہ شاہ سلمان بن عبدالعزیز کی طرف سے باقاعدہ فرمان جاری کردیا گیا ہے۔

زمانہ قدیم سے غلاف کعبہ کی تبدیلی کی رسم حج کے دنوں کے ساتھ مخصوص چلی آرہی ہے۔ موجودہ سعودی حکومت بھی کئی دہائیوں تک اسی پرانی روایت پر عمل پیرا تھی۔ گزشتہ کئی عشروں سے 9 ذوالحجہ کو فجر کی نماز کے بعد غلاف کعبہ تبدیل کرنے کی رسم رائج تھی۔ 9 ذوالحجہ کو چونکہ حجاج عرفات میں ہوتے ہیں اور بیت اللہ میں زائرین کا رش چھٹ جاتا ہے اس لئے سعودی حکومت اس دن غلاف کی تبدیلی کی تاریخی رسم ادا کرتی ہے تاہم اس سال اس کے لئے یکم محرم کی تاریخ مقرر کی گئی ہے۔

غلاف کعبہ کی تاریخی حیثیت بہت قدیم ہے، خانہ خدا سے تعلق کی وجہ سے اسے ہر دور میں تقدس حاصل رہا ہے۔ قبل از اسلام بھی غلافِ کعبہ اہتمام کے ساتھ تیار کیا جاتا اور ایک عرصہ بعد تبدیل کیا جاتا تھا۔ جس کپڑے سے بیت اللہ کی چار دیواروں اور دروازے کو ڈھانپا جاتا ہے اسے اردو میں غلاف کہا جاتا ہے کعبے کی طرف نسبت کرتے ہوئے اسے ''غلافِ کعبہ'' کہتے ہیں جبکہ عربوں کے ہاں اسے ''کسوہ'' سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

کہا جاتا ہے کہ سب سے پہلے کعبے کا غلاف یمن کے ایک بادشاہ ''تبع الحمیر ی'' نے تیار کیا تھا۔ تبع الحمیر ی نے ایک موٹے کپڑے کی مدد سے غلاف کعبہ تیار کیا تھا۔ ایک قول کے مطابق اس کا نام اسعد ابو کرب تھا جو یمن کے علاقے ''حمیر'' کا بادشاہ تھا، اس نے یہ غلاف یمن میں تیار کروایا اور مکہ لاکر کعبہ پر چڑھایا۔ اسی بادشاہ نے بعد میں ''المعافیریہ'' کپڑے سے غلاف تیار کیا۔ جو یمن کے ایک گاؤں کا نام ہے اس کی طرف نسبت کرتے ہوئے یہاں کا بنا ہوا سوتی کپڑا ''معافیریہ'' کہلاتا تھا۔

دورِ جاہلیت میں غلاف کعبہ کی تیاری ہمیشہ ہی بادشاہوں اور حکام کی توجہ کا مرکز رہی، ہر بادشاہ دوسرے کے مقابلے میں اچھے اور خوب صورت غلاف بنوانے کی کوشش کرتا اس حوالے سے ان کے درمیان مقابلے کی سی کیفیت ہوتی۔ قریش اجتماعی چندہ سے غلاف بناتے تھے قریش جب بیت اللہ کے متولی بنے تو انہوں نے بھی کعبے پر غلاف چڑھانے کی روایت برقرار رکھی۔ وہ اجتماعی چندہ کی رقم سے کعبے کے لئے غلاف تیار کرتے تھے۔ جب ابو ربیعہ بن مغیرہ مخزومی کا دور آیا جو بڑے دولت مند اور سخی آدمی تھے، انہوں نے یہ روایت ڈالی کہ ایک سال مجموعی فنڈ سے غلاف تیار کرواتے اور اگلے سال اپنے ذاتی مال سے غلاف بنواتے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی والدہ نبیلہ بنت حرام کے بارے میں آتا ہے کہ ان کا ایک بیٹا (حضرت عباس کا بھائی) گم ہوگیا انہوں نے منت مانی کہ اگر ان کا گم شدہ بیٹا مل گیا تو کعبے پر غلاف چڑھائے گی، بعد میں بچہ مل گیا تو انہوں نے حسب منت کعبے پر غلاف چڑھایا۔

اسلام کے ظہور کے بعد بھی غلاف کعبہ کی تیاری اور تبدیلی کی روایت جاری رہی۔ سب سے پہلے خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غلافِ کعبہ تیار کروایا۔ 8 ہجری میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس کپڑے سے غلاف تیار کروایا تھا اس کا ذکر "القباطی" کے نام سے ملتا ہے جو یمن کا بنا ہوا تھا۔ بعض روایات کے مطابق رسول اللہ نے جس یمنی کپڑے سے غلاف تیار کروایا تھا وہ سفید اور سیاہ دھاریوں والا تھا۔ ایک تاریخی روایت یہ بھی بتاتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ اس وقت غلاف کعبہ کو تبدیل کیا جب ایک خاتون کے ہاتھوں اس کا کچھ حصہ جل گیا اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یمانی کپڑے سے نیا

غلاف تیار کروایا اور مشرکین کے دور کا غلاف تبدیل کیا۔ حضرت عمرؓ نے مصر سے خصوصی غلاف منگوایا خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں بھی غلاف کعبہ تبدیل ہوا۔ ان دونوں خلفاء کے عہد میں القباطی اور یمانی کپڑوں کے غلاف تیار کیے گئے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں جب مصر فتح ہوا تو وہاں کا ایک قیمتی کپڑا ''قباطی'' غلاف کعبہ کے لئے منگوایا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہر سال کعبے کو نیا غلاف پہناتے اور پرانا غلاف حاجیوں میں تقسیم کرتے۔ حضرتِ عثمان کے دور میں پرانے غلاف کو دفنانے کا رواج ہوا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی اپنے دور میں اپنے پیش رو خلفاء کی طرح ہر سال غلاف کعبہ تبدیل کرنے کی روایت جاری رکھی۔ انہوں نے ایک مرتبہ ایک حیض والی عورت کو پرانے غلاف کعبہ کا ٹکڑا پہنتے دیکھا تو غلاف کو بہ طور تبرک تقسیم کرنے کی روایت ختم کر دی۔ ان کے دور میں پرانے غلاف کو دفن کرنے کا رواج پڑا۔ بعد میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اس پر اعتراض کرتے ہوئے فرمایا کہ پرانے غلاف کو دفن کرنا مال کا ضیاع ہے انہوں نے مشورہ دیا کہ اسے فروخت کر کے حاصل شدہ مال غریبوں میں تقسیم کیا جائے، چنانچہ ان کے مشورے پر عمل کرتے ہوئے ایسا ہی کیا جانے لگا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا دور خلافت چونکہ نہایت پُرفتن رہا، انہیں جنگوں ہی سے فرصت نہ ملی اس لئے ان کو غلاف کعبہ کی تیاری اور تبدیلی کا موقع ہی نہیں مل سکا۔ تاہم بعد میں آنے والے امراء اور سلاطین نے غلاف کعبہ کی تیاری اور تبدیلی کی روایت جاری وساری رکھی۔

بعد کے ادوار میں سال میں ایک غلاف کے بجائے اوپر نیچے کئی غلاف چڑھانے کی ریت چل نکلی، امراء کے علاوہ عام صاحب ثروت لوگ بھی کعبے پر غلاف چڑھانے کو اپنے لئے فخر اور سعادت کا باعث سمجھتے، اس لئے بیت اللہ پر غلافوں کی بارش ہونے لگی۔ 160 ہجری میں سلطان مہدی عباسی جب مکہ آئے تو انہیں بتایا گیا کہ کعبے پر غلاف اتنے زیادہ ہو گئے ہیں کہ ان کے بوجھ کی وجہ سے اس کی بنیاد ڈھے جانے کا خطرہ پیدا ہو گیا ہے، چنانچہ انہوں نے سال میں ایک ہی غلاف چڑھانے کا حکم دیا۔

حجاز مقدس کے موجودہ حکمرانوں نے غلاف کعبہ کی تبدیلی کی روایت کو ایک باقاعدہ اسلامی کلچر کے طور پر متعارف کرایا۔ آل سعود خاندان جب سے اقتدار میں آیا ہے، حرمین شریفین کے دیگر انتظامی معاملات کی طرح غلاف کی تبدیلی کے عمل کو بھی احسن انداز میں انجام دیا ہے۔ موجودہ سعودی حکمرانوں نے اس مقصد کے لئے سالانہ بنیادوں پر ایک خطیر بجٹ مختص کر رکھا ہے جس کا سالانہ تخمینہ 20 ملین ریال ہے۔ اس سے بھی آگے بڑھ کر انہوں نے صرف اس کام کے لئے ایک مستقل محکمہ قائم کیا ہے، جو ہر سال اپنی نگرانی میں عمدہ سے عمدہ غلاف تیار کرتا ہے۔ جس کی کوشش ہوتی ہے کہ ہر سال غلاف کو نئے اور منفرد انداز میں بنایا جائے۔

سعودی حکمراں خاندان نے غلاف کعبہ کی تیاری کے لیے محض مستقل محکمے کے قیام پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اس مقصد کے لئے ایک خصوصی کارخانہ بھی قائم کیا ہے، جہاں جدت طرازی کے ساتھ غلاف کعبہ تیار کرنے کی تمام سہولیات مہیا کی گئی ہیں۔ دھاگوں کی تیاری پھر دھاگوں سے کپڑے کی تیاری سمیت تمام متعلقہ کام اسی کارخانے میں انجام پاتے ہیں۔

غلافِ کعبہ کی تیاری کا کام پورا سال چلتا رہتا ہے۔ تیاری کے مختلف مراحل ہیں، سب سے پہلے مرحلے میں غلاف میں استعمال ہونے والے ریشمی دھاگوں کو گرم پانی میں دھویا جاتا ہے تاکہ دھاگے ان تمام کیمیائی اثرات سے پاک ہو جائیں جو تیاری کے مرحلے میں استعمال ہو چکے ہیں۔ غلاف کے دھاگوں کی تیاری میں 670 گرام خالص ریشم استعمال ہوتا ہے۔ دوسرے مرحلے میں کارخانے میں قائم لیبارٹری میں غلاف کعبہ میں استعمال ہونے والے دھاگوں کی کوالٹی کو جانچا جاتا ہے اور تجرباتی طور پر کپڑے بنا کر معیار کو چیک کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد غلاف کی سلائی، طباعت اور کڑھائی کے مراحل آتے ہیں۔ ظاہر ہے قدیم زمانے میں غلاف کی سلائی کا کام ہاتھوں سے کیا جاتا تھا۔ آل سعود کے ابتدائی دور میں بھی یہی ہوتا تھا۔ سلائی کی جدید مشینوں کی آمد نے غلاف کعبہ کی سلائی کا کام بھی آسان کر دیا ہے۔ اسی طرح غلاف پر مختلف آیات کی طباعت کا کام بھی اب مشینوں ہی کے ذریعے کیا جاتا ہے۔

یکم ذوالحجہ کو غلاف بیت اللہ کے متولی کے سپرد ہوتا ہے کعبۃ اللہ کو غلاف پہنانے کی

تقریب بڑے اہتمام سے منعقد کی جاتی ہے۔ جس میں اعلیٰ سعودی حکام شریک ہوتے ہیں۔ کئی دہائیوں تک یہ روح پرور تقریب ایام حج کے دوران ادا کی جاتی تھی۔ یکم ذوالحجہ کو نیا غلاف کعبہ بیت اللہ کے موجودہ متولی کے سپرد کیا جاتا ہے، بیت اللہ کی تولیت کے اس منصب کو عربی میں ''سدانہ'' کہا جاتا ہے جو اس وقت ''الشیبی'' خاندان کے پاس ہے یہ وہی خاندان ہے جس کے سربراہ حضرت عثمان بن طلحہ کو فتح مکہ کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے حکم پر بیت اللہ کی چابیاں عطا فرمائی تھیں اور خوش خبری دی تھی کہ یہ سعادت قیامت تک ان کے خاندان کو حاصل رہے گی۔ چنانچہ آج تک یہ خاندان بیت اللہ کا کلید بردار ہے، اس وقت الشیخ ڈاکٹر صالح زین العابدین الشیبی بیت اللہ کے کلید بردار ہیں یہ اپنے خاندان کے 109ویں کلید بردار ہیں۔

غلاف کی تبدیلی کی تاریخ بدلنے کی وجہ سامنے نہیں آئی ذوالحجہ کی 9/تاریخ کو نماز فجر کے بعد غلاف کی تبدیلی کی رسم ادا کی جاتی ہے، سال 2020ء کو یہ تقریب عشاء کی نماز کے بعد شروع ہوئی تھی۔ جو صبح تک جاری رہی۔ غلاف کی تبدیلی کا عمل تقریباً 6 گھنٹے میں انجام پاتا ہے۔ کعبے کو نیا غلاف پہنانے کے بعد پرانا غلاف مختلف اسلامی ممالک کے حکمرانوں اور اہم شخصیات میں بہ طور تبرک تقسیم کیا جاتا ہے۔ اس سال غلاف کعبہ کی تبدیلی کی تقریب نو ذوالحجہ کے بجائے یکم محرم کو منعقد ہوئی، جس کی کوئی واضح وجہ ابھی تک سامنے نہیں آسکی۔

☆☆ .... ☆☆

مرکزی مجلس عاملہ کا اجلاس

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی عاملہ (منتظمہ) کا اجلاس عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی امیر آفتاب ولایت حضرت حافظ ناصرالدین خاکوانی دامت برکاتہم العالیہ کی صدارت میں ۲۶/جون ۲۰۲۴ء کو منعقد ہوا۔ اجلاس میں حضرت مولانا عزیزالرحمٰن جالندھری مدظلہ، حضرت مولانا صاحبزادہ عزیز احمد مدظلہ، مولانا اللہ وسایا، مولانا عزیزالرحمٰن ثانی، مولانا حافظ محمد انس، مولانا مفتی محمد راشد مدنی، راقم محمد اسماعیل شجاع آبادی نے شرکت کی۔ اجلاس میں کئی ایک مسائل زیر بحث آئے اور مندرجہ فیصلے کئے گئے: (۱) چناب نگر لائبریری تمام تر وسعتوں کے باوجود تنگیٔ داماں کی شاکی ہے۔ شمال کی طرف دفتر اور ایک کمرہ کو لائبریری میں شامل کرنے کی اجازت دی گئی۔ (۲) لاہور میں مبلغ مولانا عبدالنعیم کا تبادلہ بہاولپور کرنے کی منظوری دی گئی، نیز لاہور کے لئے مولانا عبدالقوی، شیخوپورہ کے لئے مولانا محمد عثمان کو مبلغ مقرر کرنے کی اجازت دی گئی۔ راولپنڈی دفتر کا نقشہ بن چکا ہے، راولپنڈی جماعت کو مرکزی رسید بک بھیجنے کی اجازت دی گئی۔ چناب نگر قدیم حصہ کے مین گیٹ پر بیس بیس فٹ کے دو مینار بنانے کی اجازت دی گئی۔ اچھروال مدرسہ کی مشرقی جانب حسب ضرورت زمین خرید کرنے کی اجازت دی گئی، نیز مسجد میں چھتیس سیلنگ فین (چھت والے پنکھے) لگانے کی بھی اجازت دی گئی، نیز مسجد کے مینار کی بھی اجازت دی گئی، بجلی کی روزمرہ مہنگائی کے پیش نظر سولر سسٹم لگانے کی بھی اجازت دی گئی۔ بہاولپور، دفتر کی تعمیر 1956ء میں ہوئی۔ چھت گاڈر اور بھالوں پر مشتمل ہے۔ مولانا صاحبزادہ عزیز احمد، حافظ محمد انس، مولانا ثانی نقشہ دیکھ لیں اور اس کی تعمیر جدید کی اجازت مرکزی شوریٰ کے اجلاس منعقدہ ۲۲/ستمبر سے لی جائے۔ گوادر مرکز کی تعمیر کا سلسلہ جاری ہے۔ تقریباً چھت تک تعمیر کی جاچکی ہے۔ چھت پر خاصی رقم خرچ ہوگئی، اس کی اجازت بھی مرکزی شوریٰ سے لی جائے گی۔ روالپنڈی دفتر کی تعمیر کے لئے جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا کہ مقامی جماعت کو مرکزی رسید بک جاری کی جائے۔ دفتر کی تعمیر میں مرکز بھی حصہ ملائے گا۔ بہاولنگر میں کسی کھلے میدان میں موسم معتدل ہونے کے بعد کانفرنس کی جائے گی۔ افریقی ممالک کے لئے آئینہ قادیانیت عربی اور انگلش زبانوں میں حسب ضرورت اشاعت کی اجازت دی گئی۔ مولانا ثانی، مولانا راشد حضرت مولانا مفتی رضاء الحق مدظلہ سے مشورہ کے بعد اشاعت ہوگی۔ افریقی ممالک میں تبلیغی نظم ونسق کے لئے مرکزی نائب امیر حضرت مولانا سیّد سلیمان بنوری مدظلہ سے شوریٰ کے اجلاس کے موقع پر گفتگو کرلی جائے۔ ۷/ستمبر ۲۰۲۴ء کو قومی اسمبلی کے ۷/ستمبر ۱۹۷۴ء کے عظیم الشان فیصلہ کو پچاس سال گزرنے پر گولڈن جوبلی کے نام سے لاہور کے یادگار پاکستان کے وسیع وعریض گراؤنڈ میں عظیم ختم نبوت کانفرنس کرنے کی اجازت دی گئی۔ اس کانفرنس میں تمام دینی وسیاسی جماعتوں کے قائدین ایم این ایز، ایم پی ایز اور سینیٹرز کو شرکت کی دعوت دی جائے گی، اس کے لئے تیاری شروع کردی گئی ہیں۔ پورے ملک سے خدام ختم نبوت قافلوں کی صورت میں شریک ہوں گے۔ اس کے لئے ابھی سے بھرپور تیاریاں شروع کردی جائیں۔ مرکزی شوریٰ کا اجلاس ۲۲/ستمبر کو حضرت الامیر دامت برکاتہم کی صدارت میں دفتر مرکزیہ میں منعقد ہوگا۔ اجلاس کا آغاز مولانا مفتی محمد راشد مدنی کی تلاوت سے ہوا اور اختتام حضرت خاکوانی دامت برکاتہم العالیہ کی دعا پر ہوا۔

(مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

مکران ڈویژن میں جماعتی سرگرمیاں

رپورٹ: مولانا عبدالغنی، گوادر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گوادر کا چار افراد پر مشتمل وفد 23 مئی بروز جمعرات صبح دشت ایریا مکران میں عقیدۂ ختم نبوت سے متعلق آگاہی کے لئے روانہ ہوا، وفد میں مولانا سلمان صاحب، مولانا مجیب الرحمٰن صاحب، مولانا عبد الرحیم صاحب اور راقم الحروف (عبدالغنی) شامل تھے۔ دشت رقبے اور آبادی کے لحاظ سے بہت بڑا ہے مگر قریہ قریہ اور گاؤں گاؤں پر مشتمل ہے یہاں کے لوگ بڑے مہمان نواز، کھلے دل کے مالک ہیں۔ گاؤں میں کوئی بھی داخل ہو تو معلوم کر لیتے ہیں کہ یہ کون ہے یہاں یہ کس کے پاس آیا ہے تا کہ اگر ان کا کوئی جان پہچان والا نہ ہو تو ہم مہمان نوازی کا شرف حاصل کریں۔ ہم دورو کھنڈک والے راستے سے دشت میں داخل ہوئے، سب سے پہلے جان محمد بازار آتا ہے، یہاں ساتھیوں سے ملاقات کی اور راقم الحروف نے عقیدہ ختم نبوت کے حوالے سے مختصر بات کی۔ اس کے بعد تقریباً 35 کلومیٹر کے فاصلے پر کوچو بازار، دشت حسین بازار، دشت سوالی بازار، اور گل محمد بازار دشت ہیں یہ چاروں آپس میں قریب قریب ہیں یہاں ساتھیوں میں مولانا سلمان، مولانا مجیب الرحمٰن، مولانا قاضی عبد الرحیم اور راقم الحروف نے عقیدہ ختم نبوت کے حوالے سے مختصر بات کی اور دوستوں کو قادیانی مصنوعات کے بائیکاٹ پر آمادہ کیا۔ یہ ایریا گہرگ باغ کا ایریا کہلاتا ہے۔ خصوصاً ندیم بھائی، شوکت بھائی، ہاشم بھائی، امان جان نے مختلف ایریاز میں گشت کروایا اور جامع مسجد گہرگ باغ کے امام وخطیب مولانا عنایت اللہ سے ملاقات کی انہوں نے خیر مقدم کیا اور اکرام کیا۔ نماز جمعہ میں عقیدہ ختم نبوت کے موضوع پر تفصیلی گفتگو کرنے اور شیزان کے بائیکاٹ کے حوالے سے یقین دہانی کرائی۔ اس کے بعد دشت کپکپار میں مختلف جگہوں میں مولانا سلمان، مولانا عبد الرحیم نے مختصراً عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت پر بات کی، اس کے بعد بل کراس اور بل نگور میں مولانا داد الرحمٰن، ماسٹر عبد اللطیف سے ملاقات کی، جماعتی کام کے حوالے گفتگو کی اس کے بعد کہیرن بازار کروستنگ میں مولانا فداء الرحمٰن اور فضل کریم، حاجی فقیر محمد نا کو کریم بخش، بشیر احمد سے ملاقات کی، رات کروستنگ میں گزاری، بعد عشاء مولانا مجیب الرحمٰن کا عقیدہ ختم نبوت کے موضوع پر بیان ہوا۔

24 مئی بروز جمعہ بعد فجر دشت بشولی کنر بازار کی طرف روانہ ہوئے، یہاں مدرسہ تعلیم القرآن دشت بشولی بہت مشہور مدرسہ ہے۔ مولانا عتیق الرحمٰن سے ملاقات کی مدرسہ کے طلباء میں مولانا مجیب الرحمٰن کا بیان ہوا اور قادیانی عقائد سے متعلق آگاہی دی۔ اس کے بعد مکسر دشت میں حافظ شیک حافظ مہر الدین سے ملاقات کی۔ شیزان کے بائیکاٹ کے حوالے سے پمفلٹ تقسیم کیا، بعد ازاں کھڈان جو کہ دشت کی تحصیل ہے، یہاں چار مساجد اور دو جامع مساجد ہیں۔ جمعہ پڑھانے کے حوالے سے مولانا سلمان کی تشکیل جامع مسجد کھڈان میں اور راقم الحروف کی تشکیل جامع مسجد سیدنا بلال میں ہوئی، دونوں مساجد میں عقیدہ ختم نبوت کے عنوان پر تفصیلی گفتگو اور شیزان کے بائیکاٹ کے حوالے سے بات کی گئی کھڈان دشت کے آس پاس کے دیہاتی جمعہ پڑھنے کھڈان آتے ہیں تو اس طرح الحمد للہ! پورے علاقے میں ختم نبوت کی آواز لگی، علماء کرام میں سے مولانا مبارک، حافظ ناصر، مولانا نعیم، حافظ نیاز، ماسٹر شیر محمد سے ملاقات کی۔ اس طریقے سے الحمد للہ! دشت کے ایک بہت بڑے ایریا میں ختم نبوت کا پیغام پہنچا۔ جس میں: جان محمد بازار، کوچو بازار، سوالی بازار، حسین بازار، دشت گہرگ باغ، حاجی گل محمد بازار، دشت کپکپار بازار، دشت بل کراس، دشت بل نگور، دشت بل کہیرن بازار، کروس تنک بازار، دشت بشولی کنر بازار، دشت بشولی اللہ داد بازار، دشت مکسر بازار، دشت کھڈان شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ تمام محبین و مخلصین کو جزائے خیر عطا فرمائے اور اپنے حبیب نبی مکرم شفیع دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت وناموس کے تحفظ کے لیے ہم سب کو قبول فرمائے، آمین یارب العالمین!

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے

دعوتی وتبلیغی اسفار

جامع مسجد مدنی نیلور اسلام آباد میں:
مولانا محمد رمضان کی دعوت پر مغرب کی نماز کے بعد ختم نبوت کورس منعقد ہوا۔ تلاوت ونعت کے بعد اسلام آباد کے مبلغ مولانا محمد طیب سلمہ نے کورس کی غرض و غایت بیان کی کہ علاقہ میں قادیانیوں کی ارتدادی سرگرمیوں کے ردعمل میں یہ کورس منعقد ہورہا ہے، جس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت آزاد کشمیر کے ناظم مولانا عادل خورشید پروجیکٹر کے ذریعہ قادیانی عقائد کے حوالہ جات دکھلائیں گے اور ملک وملت کے خلاف ان کی سرگرمیوں سے آگاہ کریں گے۔ چنانچہ موصوف نے مرزا قادیانی کی اپنی کتابوں کے حوالہ سے اس کی اللہ کریم، رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور امت مسلمہ کے خلاف حوالہ جات دکھلائے جس پر سامعین استغفر اللہ اور نعوذ باللہ کا ورد کرتے رہے۔ آخری بیان راقم کا ہوا۔ راقم نے مرزا قادیانی کے غلیظ کردار، قادیانیوں کے دوسرے خلیفہ مرزا بشیر الدین کے اخلاق سوز کردار کو بیان کیا اور قادیانیوں کے اخلاق و بداخلاقی کا بھانڈہ چوراہے میں پھوڑ دیا۔ پروگرام راقم کی دعا پر اختتام پذیر ہوا۔

دار العلوم حنفیہ عثمانیہ: ورکشاپی محلہ راولپنڈی کے بانی تلمیذ انور شاہؒ مولانا عبدالحنان ہزارویؒ تھے، جو لاہور کی جامع مسجد آسٹریلیا کے خطیب بھی رہے اور مشہور مقدمہ بہاولپور میں امام العصر حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ کے ساتھ تھے۔ حضرت امام العصرؒ نے جامع مسجد الصادق میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ ”میں اپنی ملازمت کے سلسلہ میں دیوبند سے ڈابھیل کے لئے رختِ سفر باندھ چکا تھا کہ آپ کے شیخ الجامعہ (مولانا غلام محمد گھوٹویؒ) کا پیغام پہنچا، میں یہ سمجھا کہ اپنے نامۂ اعمال میں اور کوئی نیکی نہیں، پس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طرف دار بن کر آ گیا ہوں۔ اس پر مجمع دھاڑیں مار مار کر رونے لگا، تو جس عالم دین نے کھڑے ہوکر فرمایا تھا: حضرات! اگر انور شاہ کے پلے میں کوئی نیکی نہیں تو ہم کس کھیت کی مولی ہیں، جو چند سال کے بچے تھے اور دار العلوم دیوبند میں آئے یہاں سے تعلیم حاصل کی اور مدرس ہوئے اس وقت سینکڑوں محدث جن کے شاگرد ہیں۔

امام العصر حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ نے اس عالم دین کو بٹھلا کر فرمایا:

”ان صاحب نے میری تعریف میں مبالغہ آرائی سے کام لیا ہے، اور یہ حقیقت ہم پر منکشف ہو چکی کہ اگر ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت کی حفاظت نہ کر سکے تو ہم سے گلی کا کتا بہتر ہے۔“

یہ عالم دین مولانا عبدالحنان ہزارویؒ تھے۔ جامعہ حنفیہ عثمانیہ کی بنیاد ۱۹۴۸ء یکم جنوری کو رکھی گئی۔ قاری محمد امینؒ نے اس ادارہ کو سنبھالا قاری محمد امینؒ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی شوریٰ کے رکن رہے۔ مسجد کی تعمیر ۱۹۵۱ء میں ہوئی۔ قاری محمد امینؒ کی وفات کے بعد ان کے فرزند ارجمند حضرت مولانا قاری اخلاق احمد مدنی مدظلہ نے مسجد اور مدرسہ کا نظم سنبھالا۔ یہاں حفظ کی دو کلاسیں ہیں۔ قاری اخلاق احمد مدنی مدظلہ جو تقریباً تیس سال فیصل مسجد اسلام آباد کے امام و خطیب اور دعوۃ اکیڈمی میں مصروف عمل رہے۔ آج کل اپنے آبائی ادارہ کو سنبھالے ہوئے ہیں راقم کی کافی عرصہ سے خواہش تھی کہ اس مسجد و مدرسہ میں حاضری ہو۔ چنانچہ ۹/جون کو ظہر کی نماز کے بعد بیان کی سعادت نصیب ہوئی۔ بیان کا نظم راولپنڈی ڈویژن کے مبلغ مولانا محمد طارق معاویہ سلمہ نے کیا۔

مدرسہ تاج المعارف الاسلامیہ کیرج فیکٹری ڈھوک حسو: مدرسہ کا سنگ بنیاد ۱۹۹۶ء میں رکھا گیا۔ ملک کے نامور شیخ طریقت حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ کے مسترشد مولانا سعید الرحمٰن مدظلہ مہتمم ہیں۔ دورۂ حدیث شریف سمیت تمام اسباق ہوتے ہیں۔ ۲۵۰ طلبا ۲۲ اساتذۂ کرام سے علوم نبویہ کی تحصیل میں مصروف ہیں۔ ۹/جون کو صبح ۱۰ بجے سے ۱۲ بجے دوپہر تک کورس ہوا۔ مولانا عادل خورشید نے پروجیکٹر کے ذریعہ سبق پڑھایا اور راقم نے ”اوصاف نبوت اور مرزا قادیانی“ پر لیکچر دیا۔

جامع مسجد طیب ڈھوک مستقیم:
ہمارے جماعتی مہربان، ختم نبوت خط و کتابت

کورس کی منتظمہ کے رکن حافظ محمد الیاس کے چچازاد بھائی ڈاکوؤں کی گولی کا نشان بن کر جامِ شہادت نوش کرگئے، تو ان کے ورثاء نے ان کے ایصالِ ثواب کے لئے یہ مسجد تعمیر کرائی۔ ۱۰؍ جون مغرب سے عشا تک یہ کورس منعقد ہوا۔ مولانا عادل خورشید، مولانا محمد طارق معاویہ اور راقم کے بیانات ہوئے۔

جامع مسجد مرحبا جامعہ اسلامیہ: مولانا نعمان حاشر جامعہ کے بانی ہیں۔ موصوف علامہ طاہر محمود اشرفی کی جماعت کے صدر ہیں۔ ہمارے امیر راولپنڈی حضرت مولانا قاضی مشتاق احمد مدظلہ اس ادارہ میں بخاری شریف پڑھاتے ہیں، ان کے حکم سے صبح دس بجے تا بارہ بجے تک کورس منعقد ہوا۔ تلاوت ونعت کے بعد مولانا عادل خورشید سلمہ نے پروجیکٹر کے ذریعہ سبق پڑھایا بعدازاں مولانا محمد طارق معاویہ ڈویژنل مبلغ اور راقم کے بیانات ہوئے۔

جامع مسجد خلفائے راشدین چاکرو راولپنڈی: جامع مسجد کے بانی مولانا مفتی محمد ریاض مدظلہ ہیں، یہ مسجد ۱۹۹۰ء میں تعمیر ہوئی۔ چھوٹی سی تھی۔ تعمیر جدید ۲۰۱۰ء میں ہوئی۔ لمبائی ستر فٹ مسجد کا ہال ۵۵ فٹ چوڑا ۷۰ فٹ لمبا ہے۔ برآمدہ 70X15 فٹ ہے۔ قرب و جوار میں قادیانی بھی رہائش پذیر ہیں۔ مولانا محمد طارق معاویہ کی استدعا پر مولانا مفتی محمد ریاض نے ۱۱؍ جون مغرب سے عشا تک کورس رکھا۔ یہاں بھی مولانا عادل خورشید نے پروجیکٹر کے ذریعہ اور راقم نے مرزا قادیانی اور اس کے جانشینوں کے کردار ور کریکٹر پر بحث کی۔ کورس میں درجنوں اشخاص نے شرکت کی۔ راولپنڈی کے ان پروگراموں میں اسلام آباد دفتر کے نگران مولانا حماد علی سلمہ کی رفاقت ومعیت حاصل رہی۔

جامعہ سراجیہ نظامیہ: مولانا سید چراغ الدین شاہ مدظلہ اس کے بانی ہیں، آپ نے کئی ایک علماء کرام شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ، شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خانؒ، شیخ التفسیر حضرت علامہ شمس الحق افغانیؒ، حضرت مولانا رسول خانؒ، مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ، مولانا عبدالشکور سہارنپوریؒ، حضرت مولانا عبدالرحمٰن کامل پوریؒ، حضرت مولانا نصیرالدین غورغشتویؒ، مولانا سید فیض علی شاہ مانسہرہ، مولانا لطافت الرحمٰن سواتیؒ، مولانا مفتی محمد جلال جیسے عظیم شیوخ حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ، حضرت مولانا عبدالغفور عباسیؒ، شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا مہاجر مدنیؒ سے وقتاً فوقتاً اصلاحی تعلق رکھا۔ مولانا سیّد محمود شاہ (صندل بابا)، شیخ غلام النصیر چلاسیؒ، حضرت مولانا عبدالمالک صدیقیؒ سے مجاز ہوئے۔ جامعہ

مولانا محمد ابراہیم میمن کی رحلت

مولانا محمد ابراہیم میمن جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے فاضل تھے۔ ۱۹۶۵ء میں دورۂ حدیث شریف کیا۔ آپ نے شیخ الاسلام حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری، مولانا فضل محمد سواتی، مولانا مصباح اللہ شاہ نور اللہ مراقدہم سے احادیث نبویہ کی تعلیم حاصل کی۔

ٹھٹھہ جو کسی زمانہ میں علوم نبویہ کی تعلیم کا مرکز تھا، جہاں سینکڑوں مدارس دینیہ، دین اسلام کی تعلیمات کی نشر واشاعت میں مصروف تھے۔ علامہ حضرت مولانا محمد ہاشم ٹھٹھویؒ اسی علاقہ کی نامور عالم دین تھے۔ امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے ہم زمان اور ہم پلہ تھے۔ سینکڑوں کتابیں تصانیف کیں۔

مولانا محمد ابراہیمؒ نے جامعہ باب الاسلام کے نام سے ٹھٹھہ میں ادارہ قائم کیا، جہاں تمام درجات کی تعلیم ہوتی ہے۔ ۱۹۹۵ء میں دورۂ حدیث شریف کا آغاز کیا، سینکڑوں علماء کرام نے فیوض وبرکات حاصل کیں۔ آپ نے ساری زندگی اعلائے کلمۃ الحق کے لئے گزاری۔

کچھ عرصہ سے طبیعت ناساز چلی آرہی تھی اصلاحی تعلق حضرت ہالیجویؒ کے خلیفہ حضرت مولانا عبدالواحدؒ سے تھا اور حضرت موصوف سے مجاز بھی ہوئے۔ جمعیت علماء اسلام کے پلیٹ فارم سے عظیم الشان خدمات سرانجام دیں، اپنے استاذ محترم حضرت بنوریؒ کی قیادت وسیادت میں چلنے والی ۱۹۷۴ء کی تحریک میں بھرپور حصہ لیا، نیز ۱۹۷۷ء کی تحریک نظام مصطفی میں بھی پیش پیش رہے۔ آپ کی خواہش تھی کہ انہیں جمعرات یا جمعہ نصیب ہو۔ چنانچہ ۲۵؍ رمضان المبارک مطابق ۵؍ اپریل ۲۰۲۴ء کو انتقال ہوا، آپ کی نماز جنازہ آپ کے فرزند ارجمند مولانا محمد ارشد کی امامت میں ادا کی گئی آپ کی عمر ۸۱ سال تھی۔ آپ نے پسماندگان میں دو بیٹے اور دو بیٹیاں چھوڑے راقم نے ۲۹؍ مئی ۲۰۲۴ء ظہر کی نماز جامعہ باب الاسلام ٹھٹھہ میں ادا کی اور مرحوم کی مغفرت اور رفع درجات کی دعا کی۔

(مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

سراجیہ نظامیہ اصغر مال روڈ کی بنیاد ۱۹۶۸ء میں حضرت مولانا عبدالمالک صدیقیؒ، حضرت خواجہ خان محمدؒ کندیاں شریف سے رکھوائی۔ ۱۱؍جون ظہر سے عصر تک کورس ہوا۔ مولانا عادل خورشید کشمیری نے پروجیکٹر کے ذریعہ لیکچر دیا، راقم کا سبق ان کے بعد ہوا اور یہ سلسلہ عصر کی نماز تک جاری رہا۔ عصر سے قبل راقم کی دعا پر اختتام پذیر ہوا۔ پروگرام کا اہتمام ڈویژنل مبلغ مولانا محمد طارق نے کیا۔ ۱۰،۱۱؍جون دو دن مولانا محمد طارق معاویہ سلمہ کے حلقہ میں بیانات ہوئے۔ جن کا مختصر تذکرہ آپ گزشتہ سطور میں ملاحظہ فرماچکے۔ ۱۲؍جون اس تبلیغی دورہ کا آخری دن تھا۔ جس کے پروگرام مولانا محمد طیب مدظلہ مبلغ اسلام آباد نے تجویز کئے۔ چنانچہ ۱۲؍جون ظہر سے عصر تک مدرسہ ریاض الجنۃ بارہ کہو اسلام میں کورس ہوا۔ مدرسہ کے بانی مولانا صفی اللہ مدظلہ ہیں جو فنافی التبلیغ ہیں۔ جامعہ کی بنیاد ۲۰۰۵ء میں رکھی گئی، جامعہ اڑھائی کنال قطعہ اراضی پر قائم ہے۔ بیس (۲۰) اساتذۂ کرام کی نگرانی میں ۲۵۰ طلبا زیر تعلیم ہیں، خامسہ تک تعلیم ہوتی ہے۔ تین سے ساڑھے تین بجے تک مولانا عادل خورشید، ساڑھے تین سے چار تک مولانا محمد طیب اور چار سے پونے پانچ بجے تک راقم کا بیان ہوا، جامع مسجد صدیق اکبر میں مولانا مفتی محمد صادق کی دعوت پر عصر کی نماز کے بعد مولانا محمد طیب کا مختصر بیان ہوا۔ اگلے پروگرام میں مولانا محمد عمار قافلہ سمیت شریک ہوئے۔

مدرسہ فاروق اعظم جامع مسجد عثمان غنی اسلام آباد: مدرسہ میں مغرب سے عشاء تک آخری پروگرام منعقد ہوا۔ مسجد و مدرسہ کے لئے حاجی غضنفر علی عباسی مدظلہ نے پونے چار کنال زمین وقف کی۔ مولانا قاری محمد یونس مدظلہ نے مدرسہ کی بنیاد ۲۰۱۰ء میں رکھی۔ جبکہ مسجد کی تعمیر کا آغاز ۲۰۱۷ء میں ہوا، مسجد و مدرسہ کے اردگرد قادیانیوں کے کئی گھرانے آباد تھے۔ کانفرنس کا سلسلہ شروع ہوا۔ علاقائی مسلمانوں نے قادیانیوں کا عمرانی واقتصادی بائیکاٹ شروع کیا۔ مجلس کا مقامی یونٹ فعال و متحرک یونٹ ہے۔ مدرسہ کے صدر مدرس قاری عامر خورشید عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مقامی یونٹ کے ناظم اعلیٰ ہیں۔ سال میں دو تین تبلیغی پروگرام ہوئے جن سے مسلمانوں میں بیداری کی لہر پیدا ہوچکی ہے۔ مولانا عادل خورشید، مولانا محمد طیب اور راقم کے بیانات ہوئے۔ مولانا محمد فرید عباسی، مولانا مفتی محمد شعیب، مولانا محمد جاوید سمیت کئی علماء کرام نے شرکت کی۔ علاقہ ہذا میں قادیانی بااثر تھے ملکی قانون کی خلاف ورزی پر ان کے خلاف کئی مرتبہ درخواستیں دی جاچکی ہیں۔ ☆☆

مولانا سید احمد حفیظ شاہ کاظمیؒ

حضرت مولانا سیّد بشیر احمد شاہ کاظمیؒ کو اللہ پاک نے تین بیٹوں سے سرفراز فرمایا۔ بڑے بیٹے مولانا احمد سعید شاہ کاظمیؒ درویش منش انسان ہیں، جمعیت علمائے اسلام لودھراں کے ایک عرصہ تک اکلوتے اور بلاشرکت غیرے امیر رہے۔ چھوٹے فرزندار جمند مولانا قاری محمد اسماعیل شاہ کاظمیؒ ملک کے نامور سریلے اور رسیلے خطیب ہیں۔ قرآن پاک مصری لہجہ میں پڑھتے ہیں تو سماں باندھ دیتے ہیں، منجھلے بیٹے مولانا سید حفیظ اللہ شاہ کاظمیؒ جامعہ خیر المدارس ملتان کے فاضل اور مصری لہجہ کے اچھے قاری تھے۔ جنرل ضیاء الحق مرحوم کے دور میں اسکول ٹیچر بنے اور تین سال پہلے ریٹائر ہوئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لودھراں کے نائب امیر رہے۔ مجلس لودھراں کے متحرک احباب میں سے تھے۔ امیر شہر سے مل کر جماعتی پروگراموں میں محنت کرتے سال میں چھوٹے بڑے دو تین جلسے منعقد کراتے۔ ۸؍ذوالحجہ ۱۴۴۵ھ مطابق ۱۵؍جون ۲۰۲۴ء کو روڈ ایکسیڈنٹ میں شہید ہوگئے۔ ان کا بچہ شدید زخمی ہوا، انہیں دل کی چوٹ لگی جو برداشت نہ کرسکے۔ ان کے ابتدائی کتابوں کے استاذ دارالعلوم مدینہ بہاولپور کے شیخ الحدیث و مہتمم مولانا مفتی عطاء الرحمٰن دامت برکاتہم کی اقتداء میں نماز جنازہ ادا کی گئی۔ جس میں ہزاروں افراد نے شرکت کی اور انہیں گوگڑاں شریف بہشتی شاہ آبائی قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔ بیوہ کے علاوہ چار بیٹے اور بیٹیاں سوگوار چھوڑیں۔ ۹؍ذوالحجہ ۱۶؍جون کو جامع مسجد الخیر ظریف شہید کے خطیب اور مدرسہ خیر العلوم کے مہتمم مولانا محمد یحییٰ کی معیت میں تعزیت کے لئے حاضری ہوئی۔ مولانا سیّد احمد سعید، قاری محمد اسماعیل شاہ کاظمی اور زخمی فرزند ارجمند سے ملاقات کی مرحوم کی مغفرت اور پسماندگان کے لئے مغفرت کی دعا کی گئی۔ مرحوم نیک سیرت انسان تھے۔ اللہ پاک کروٹ کروٹ جنت الفردوس نصیب فرمائیں۔ آمین۔

(مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغین کا
سہ ماہی اجلاس

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغین کا سہ ماہی اجلاس ۲۷رجون کو صبح دس بجے منعقد ہوا۔ صدارت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے کی۔ تلاوت قرآن مولانا محمد حسین ناصر نے کی اور گزشتہ اجلاس کی کاروائی کی خواندگی مولانا عزیز الرحمٰن ثانی نے کی۔ اجلاس میں درج ذیل حضرات نے شرکت کی۔ محمد اسماعیل شجاع آبادی، حافظ محمد انس، مولانا وسیم اسلم، مولانا عتیق الرحمٰن ملتان، مولانا محمد اسحاق بہاولپور، مولانا عبدالرزاق مجاہد اوکاڑہ، مولانا عبدالرشید فیصل آباد، مولانا عبدالستار گورمانی خانیوال، مولانا توصیف احمد چناب نگر، مولانا حمزہ لقمان مظفر گڑھ، مولانا محمد اویس، مولانا عنایت اللہ کوئٹہ، مولانا محمد ساجد خوشاب، مولانا محمد سلمان ساہیوال، مولانا محمد ارشاد ٹوبہ ٹیک سنگھ، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی لاہور، مولانا محمد طیب اسلام آباد، مولانا محمد قاسم رحمانی بہاولنگر، مولانا محمد عارف شامی گوجرانوالہ، مولانا تجمل حسین نوابشاہ، مولانا خالد عابد سرگودھا، مولانا محمد حنیف سیال بدین، مولانا فاروق احمد سمیجو خیرپور میرس، مولانا محمد عثمان لدھیانوی شیخوپورہ سمیت کئی ایک حضرات نے شرکت کی۔ اجلاس میں حضرت اقدس مولانا سید جاوید حسین شاہ فیصل آباد، مولانا غلام حسین جھنگ، مولانا عبدالغفور حقانی شجاع آباد، حاجی نور احمد برادر نسبتی محمد اسماعیل شجاع آبادی، ملک اللہ یار، ڈاکٹر محمد صدیق ملتان، حاجی محمود احمد اسلام آباد، مولانا سید حفیظ احمد شاہ کاظمی لودھراں، تجمل جبار رحیم یار خان، قاری محمد عثمان اور مولانا محمد بلال میانی کے والد گرامی حاجی محمد اطہر منڈی بہاؤالدین کے سسر حاجی محمد غفران، مولانا مفتی عبدالکریم، مولانا خلیل الرحمٰن ڈیرہ غازی خان، مولانا عبدالرحمٰن تھانہ بابا جی چارسدہ، قاری عبدالشکور ابن مولانا خدا بخش کروڑی، مولانا مفتی کفایت اللہ، مولانا مفتی عبیداللہ، مولانا بشیر احمد شاد چشتیاں، مولانا نور محمد استاذ الحدیث دارالعلوم الحسینیہ شہداد پور، مولانا عصمت اللہ کوئٹہ، حاجی محمد رمضان بگھیلا ہڑپہ کے بھائی، سمیت گزشتہ سہ ماہی میں وفات پاجانے والے علماء کرام، مشائخ عظام، جماعتی رفقاء کے ایصال ثواب کے لئے فاتحہ خوانی اور ان کی مغفرت اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا کی گئی۔

شرکاء اجلاس کو بتلایا گیا کہ ۷رستمبر ۱۹۷۴ء کے عظیم الشان تاریخ ساز فیصلہ کی یاد میں ۷رستمبر ۲۰۲۴ء کو پچاس سال مکمل ہونے پر گولڈن جوبلی منانے اور لاہور کے یادگار پاکستان کے وسیع وعریض گراؤنڈ میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ مولانا اللہ وسایا نے شرکاء اجلاس کو بتلایا کہ مجلس کا ایک وفد جو مولانا صاحبزادہ عزیز احمد، مولانا اللہ وسایا، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی پر مشتمل تھا، قائد جمعیت مولانا فضل الرحمٰن دامت برکاتہم کو ملا اور انہیں مجلس کے فیصلہ گولڈن جوبلی منانے کے متعلق رپورٹ پیش کی۔ مولانا نے فرمایا کہ چونکہ قومی اسمبلی میں جمعیت علماء اسلام کی موثر دینی وسیاسی قیادت مولانا مفتی محمودؒ، مولانا غلام غوث ہزارویؒ، مولانا عبدالحقؒ شیخ الحدیث اکوڑہ خٹک، مولانا نعمت اللہ خان کوہاٹ، مولانا صدر الشہید بنوں پر مشتمل قائدین نے قادیانی گروہوں کے سربراہوں کے دانت کھٹے کئے، تو جمعیت علماء اسلام کا اتنا ہی حق ہے جتنا عالمی مجلس تحفظ ختم

تعزیتی پیغام

حضرت مولانا شاہ عالم گورکھپوری (نائب ناظم کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دیوبند انڈیا) کے ذریعے خبر ملی ہے کہ جمعیۃ العلماء نیپال اور مجلس تحفظ ختم نبوت کے صدر حضرت مولانا عبدالعزیز صدیقی انتقال فرماگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! حضرت مرحوم طویل عرصے سے ان دونوں عہدوں سے وابستہ تھے اور دینی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ ابتدائی دنوں میں جب مجلس تحفظ ختم نبوت وہاں تعارف کی محتاج تھی تو پورے ملک میں اس کو متعارف کرایا اور بڑے پیمانے پر اپنے رفقائے کار کے ساتھ مل کر ملکی سطح پر تحفظ ختم نبوت کے کام کو آگے بڑھایا، بڑے بڑے اجلاس اور تربیتی کیمپ کرائے۔ اللہ تعالیٰ حضرت مرحوم کو جنت الفردوس عطا فرمائے اور ان کی خدمات کو قبول فرما کر زادِ آخرت بنائے، پسماندگان اور لواحقین کو صبر جمیل نصیب فرمائے اور ان کے نقش قدم پر چلنے والا بنائے، آمین! (ادارہ)

نبوت کا ہے تو اس کا اعلان میں خود کروں گا۔ مولانا نے بتلایا کہ لاہور کے الحمراء ہال میں ایک مشترکہ کانفرنس تھی۔ اہلحدیث راہنماؤں نے گولڈن جوبلی منانے کا اعلان کیا تو مولانا فضل الرحمٰن نے فرمایا کہ اس عظیم پروگرام کا اہتمام عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی میزبانی میں چونکہ ہم پہلے اعلان کرچکے ہیں، لہٰذا میں آپ سب حضرات کو دعوت دیتا ہوں کہ مجلس کے زیر اہتمام منعقد ہونے والے اس پروگرام میں آپ تمام حضرات شریک ہوں، علیحدہ پروگرام نہ کریں۔ احباب کو ہدایت کی گئی کہ مولانا فضل الرحمٰن دامت برکاتہم کی سرپرستی میں منعقد ہونے والے پروگرام کے چونکہ آپ داعی ہیں، اس کے لئے بھرپور جدوجہد کریں۔ نیز فیصلہ کیا گیا کہ قومی اسمبلی کے فیصلہ سے متعلق ایک پمفلٹ ہزاروں کی تعداد میں شائع کرکے پورے ملک میں تقسیم کیا جائے گا۔ نیز فیصلہ میں کہا گیا کہ ۷ر ستمبر کو یوم تحفظ پاکستان ریلیاں نکالی جائیں۔ مبلغین اس کا بھی اہتمام کریں اور گولڈن جوبلی پروگرام میں ملک بھر سے قافلے شریک ہوں۔ علمائے کرام نے عہد کیا کہ اس پروگرام کو کامیاب کرنے کے لئے ہم اپنی تمام تر توانائیاں صرف کریں گے۔

جولائی اور اگست کے مہینوں میں لاہور اور اس کے مضافاتی اضلاع میں کونشنز، اجلاس اور اجتماعات منعقد کرکے اس پروگرام میں لاکھوں مسلمان کو شرکت کے لئے تیار کریں اور اپنے اپنے علاقوں میں ختم نبوت آگاہی کے ذریعہ اجتماعات کونشنز منعقد کریں۔ چنانچہ ذیل کے مقامات پر ختم نبوت کانفرنسز منعقد کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ ماہ اگست میں: ۲ر اگست سیالکوٹ، ۳ر اگست گوجرانوالہ، ۱۰ر اگست بگرام، ۱۸ر اگست مظفر گڑھ، ۲۰ر اگست ایبٹ آباد، ۲۲ر اگست فیصل آباد، ۲۸ر اگست کبیر والا، ۲۹ر اگست سلانوالی سرگودھا۔ ماہ ستمبر میں: یکم ستمبر بنوں، ۲ر ستمبر لکی مروت، ۳ر ستمبر کرک، ۴ر ستمبر ہنگو، ۵ر ستمبر کوہاٹ، ۶ر ستمبر نوشہرہ، ۷ر ستمبر عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس لاہور، ۱۲ر ستمبر عارف والا، ۱۳ر ستمبر پاکپتن، ۱۴ر ستمبر چیچہ وطنی، ۲۰ر ستمبر ملک وال، ۲۲ر ستمبر ڈیرہ اسماعیل خان، ۲۶ر ستمبر جھنگ، ۲۷ر ستمبر بہاولنگر، ۲۸ر ستمبر ساہیوال، ۳ر اکتوبر سرگودھا، ۱۱ر اکتوبر منڈی بہاؤالدین میں اجتماعات و کانفرنسیں منعقد ہوں گی۔ جن میں ۷ر ستمبر کے فیصلہ اور گولڈن جوبلی کو اجاگر کیا جائے اور عوام کے لئے جدید ذرائع ابلاغ، سوشل میڈیا، پرنٹ میڈیا اور الیکٹرانک ذرائع اختیار کئے جائیں۔ آئندہ اجلاس مبلغین ۲۶ر ستمبر کو ملتان میں ہوگا، احباب ۲۵ر ستمبر شام تشریف لائیں اور جمعہ پڑھا کر اپنے اپنے حلقوں میں تشریف لے جائیں۔ ☆☆

تحفظ ختم نبوت کانفرنس ملکہ ہانس

ساہیوال اور پاکپتن شریف کے درمیان میں واقع یہ معروف قصبہ ہے، جس میں ہانس قوم کے بہت سے گھرانے آباد ہیں۔ ان کی کسی سردار عورت کے نام پر اس قصبہ کا نام ملکہ ہانس ہے۔ جامع مسجد فاروق اعظم کے بانی مولانا سید صادق حسین شاہ ہیں، جو جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی میں استاذ ہیں ان کے زیر اہتمام ۳۰ر جون کو عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی، جس میں سینکڑوں افراد نے شرکت کی۔ صدارت مولانا سید صادق حسین شاہ نے کی۔ تلاوت قاری محمد ارسلان نے کی اور نعتیہ کلام جناب عبداللہ لیاقت نے پیش کیا۔ کانفرنس سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ساہیوال کے مبلغ مولانا محمد سلمان معاویہ نے ساہیوال ضلع میں قادیانیوں کی سرگرمیوں اور ان کے توڑ کے لئے اپنی مساعی جمیلہ بیان کرتے ہوئے کہا کہ ساہیوال اور پاکپتن اضلاع میں جن چکوک میں قادیانی آباد ہیں وہ کیا کرتے ہیں؟ ان کی تمام تر سرگرمیوں کا ہمیں علم ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت جھنگ کے مبلغ مولانا عبدالحکیم نعمانی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ختم نبوت اسلام کا اساسی اور بنیادی عقیدہ ہے، اس پر ایمان لائے بغیر انسان مسلمان نہیں ہوسکتا۔ انہوں نے کہا کہ قادیانیوں کا امت مسلمہ سے اسی بنیادی عقیدہ ختم نبوت پر اختلاف ہے ان کی سرگرمیاں ناقابل برداشت ہیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم تبلیغ اور صدر المبلغین حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قادیانیوں کی ملک وملت کے خلاف سرگرمیوں کی وجہ سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت شب وروز مصروف عمل ہے۔ قادیانی اپنے مغربی آقاؤں کے ذریعہ کبھی عمران خان کو ایجنڈا دیتے ہیں، کبھی جناب جسٹس فائز عیسیٰ سے اور کبھی ہائیکورٹ راولپنڈی بینچ کے جج اور کبھی مجیب الرحمٰن شامی سے اپنے حق میں کہلواتے ہیں، ان حالات میں اہل ایمان کو بیدار وہوشیار رہنا ہوگا، ہم عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے ان شاء اللہ! کسی بڑی سے بڑی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔

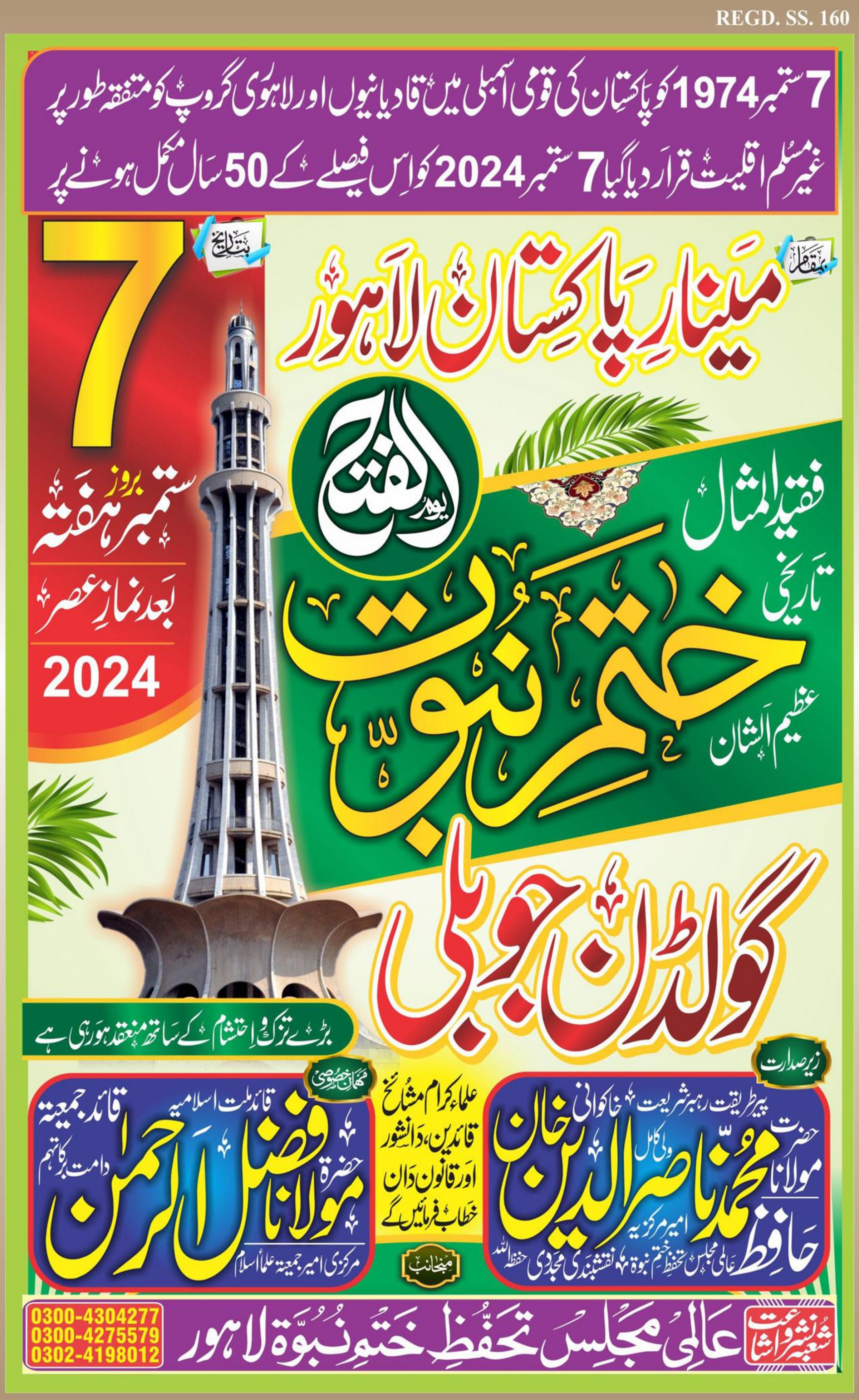
REGD. SS. 160
7 ستمبر 1974 کو پاکستان کی قومی اسمبلی میں قادیانیوں اور لاہوری گروپ کو متفقہ طور پر
غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا 7 ستمبر 2024 کو اس فیصلے کے 50 سال مکمل ہونے پر
بتاریخ
7
ستمبر بروز ہفتہ
بعد نماز عصر
2024
بمقام
مینارِ پاکستان لاہور
یوم الفتح
فقید المثال
تاریخی
عظیم الشان
ختمِ نبوت
گولڈن جوبلی
بڑے تزک و احتشام کے ساتھ منعقد ہو رہی ہے
زیر صدارت
پیر طریقت رہبر شریعت خاکوانی
حضرت مولانا
حافظ محمد ناصر الدین خان
ولی کامل
امیر مرکزیہ
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ نقشبندی مجددی حفظہ اللہ
مہمانِ خصوصی
قائد ملت اسلامیہ قائد جمعیۃ
حضرۃ مولانا فضل الرحمن دامت برکاتہم
مرکزی امیر جمعیۃ علماء اسلام
علماء کرام مشائخ
قائدین، دانشور
اور قانون دان
خطاب فرمائیں گے
منجانب
شعبہ نشر و اشاعت
عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوّۃ لاہور
0300-4304277
0300-4275579
0302-4198012